غلام احمد قادیانی

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

نمبر ۸۳۵ ایل رجسٹرڈ

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار ہفتہ میں تین بار

الفضل قادیان

فی پرچہ ایک آنہ

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی للعہ ۔ ششماہی للعہ ۔ سہ ماہی ۔ بیرون ہند ۔

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۳۹ | مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۹ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

جناب مفتی محمد صادق صاحب سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ جہاں عیسائیوں سے آپ کا مباحثہ قرار پایا ہے۔ خدا تعالیٰ نصرت بخشے۔

۵ اکتوبر کو مدرسہ احمدیہ کی طرف سے بزرگان ملت اور دیگر اصحاب کو سکول کی نئی فیلڈ میں مدعو کیا گیا۔ جہاں اساتذہ و طلبا مدرسہ احمدیہ کی ٹیم کا جنٹلمین اور طلبا ہائی سکول کی ٹیم کے ساتھ میچ ہوا۔ مدرسہ احمدیہ کی ٹیم نے ایک گول کیا۔ کھیل کے بعد مدعو شدہ اصحاب کی چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔

مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل اور حافظ جمال احمد صاحب خوشاب احمدیہ جلسہ پر بھیجے گئے ہیں۔

جناب قاضی محمد عبد اللہ صاحب بعارضہ ملیریا بیمار ہیں احباب دعائے صحت فرماویں۔

حسب ذیل اصحاب اس ہفتہ تشریف لائے۔ چودھری مولا بخش صاحب بارجوہ سید محمد اشرف صاحب و شیخ عبد الماجد صاحب لاہور سے۔ بابو عبد اللہ صاحب لاہور سے۔ ڈاکٹر صاحب شیخ فرزند علی صاحب راولپنڈی سے۔

نظم

ہدیہ تہنیت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

(از جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی)

اے جانِ من فدا و نثارت بخدمتے ۔ صد تہنیت بفتحِ تو بادت بحجتے

ایں فتنت بجانبِ مغرب چہ نیک بود ۔ مغرب زنیرت شدہ مشرق بطلعتے

اعجازِ حق نما شدہ۔ حسنِ بیانِ تو ۔ حجت تمام گشت زہر باب حکمتے

در مجمعِ مذاہبِ عالم۔ نشاں شدہ ۔ مضمون تو چو معجزہ باشان و شوکتے

روح القدس مؤید روحت بہر نفس ۔ گوئم کہ تو مسیحا شدی از کرامتے

صد حمد و شکر رفتنِ تو بامراد گشت ۔ ہم بازگشت باد مبارک بنصرتے

گو جانِ ما بہجر و فراقت حزیں شدہ ۔ صد شکر ایں کہ نامہ بیارد مسرتے

یورپ شد از فتوح تو مفتوح و زندہ ام ۔ لنڈن چو باب از پئے تبلیغ و دعوتے

مغرب شود چو باغ ز تخمے کہ کاشتی
وقت آمدہ کہ احمدؐ مرسل ز نور خود
وقت است بس قریب کہ دنیا بانقلاب
یارب بفضل بفضل عمر را معین باش
با فتح و ظفر و نصرت و صد عزتش بیار
یارب سلام ما و صلوات ہمے رساں
من بندہ ام غلام غلام رسول تو

زاں باغ چوں نسیم بہر سوز نگہتے
چو مہر و مہ بجلوہ کند دفع ظلمتے
آید بسوئے سلسلہ باشوق و رغبتے
یارب بعمر و دولت محمود برکتے
ہم بامراد و فرحت و باعیش و راحتے
با جان پاک احمدؐ و ہم آل و عترتے
گاہے بایں غلام نگاہے برحمتے

امام جماعت احمدیہ برائٹن میں

برائٹن کے ایک مشہور اخبار کا مضمون

(شیخ بشیر احمد صاحب بی اے آنرز نے ترجمہ کیا)

اخبار ویسٹ سکس گزٹ اپنے پرچہ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۴ء میں لکھتا ہے:-

بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اسلامی جماعت احمدیہ کے امام جو کہ ویمبلی کی مذہبی کانفرنس میں شرکت کی غرض سے لنڈن آئے ہیں۔ اپنے بارہ سکرٹریوں اور چار لنڈن افریقہ و برلن و امریکہ کے مقامی مبلغوں سمیت برائٹن کی بارہ دری اور اس کا ہندوستانی سپاہیوں کی یادگار میں قائم کردہ دروازہ دیکھنے آئے۔ اور اپنی جماعت کی طرف سے برائٹن کے لوگوں سے خطاب کیا۔ اس بڑے اسلامی سلسلہ کے پیشوا کی یورپ آنے کی غرض مقامی حالات سے ذاتی واقفیت پیدا کرنا ہے۔ تاکہ ان کا تبلیغی کام جو کہ سلسلہ کی مساعی میں سے ایک ہے زیادہ موثر ہو سکے ۱۸۹۱ء میں حضرت مرزا غلام احمد نے سلسلہ احمدیہ کی بنیاد قادیان گورداسپور پنجاب میں رکھی۔ انہوں نے اسلام کی اس پیشگوئی کے مطابق جس میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مصلح پیدا کریگا جو کہ دین کی تجدید کریگا۔ مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا دعویٰ کیا ان کو الہامات ہوئے۔ اور ان کے جانشینوں کو بھی ہوتے ہیں۔ انکی شائع شدہ پیشگوئیوں میں سے جنگ یورپ و زار کی تباہی وغیرہ کے متعلق بہت مشہور ہیں۔ ان کے متبعین ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ اس سلسلہ کا عام مسلمانوں سے اس امر میں اختلاف ہے۔ کہ یہ بیان کرتے ہیں کہ قرآن کریم تلوار کے ذریعہ اشاعت اسلام کی اجازت نہیں دیتا یہ سلسلہ اس عقیدہ کی بناء پر کہ صداقت انجام کار کامیاب ہو کر رہیگی ہر ایک ایسی حکومت کا ممد ہے۔ جو احمدیت کی مخالفت نہیں کرتی۔

یہ جماعت امید رکھتی ہے۔ کہ اہل یورپ آخر کار مسلمان ہو جائینگے اور اس طرح مشرق اور مغرب صلح اور آشتی کے ساتھ توحید کے جھنڈے تلے متحد ہو جائیگا۔ یہ لوگ حضرت مسیحؑ کی الوہیت کے قائل نہیں ہاں! حضرت مسیح و زرتشت و گوتم و کنفوشیس کو خدا کے برگزیدہ انسان تسلیم کرتے ہیں۔

ایک دلچسپ بات یہ ہے۔ کہ خلیفۃ المسیح کو خلافت ورثہ میں نہیں آئی۔ بلکہ یہ منتخب کئے گئے ہیں۔ حالانکہ اس بڑے مذہبی سلسلہ کے پیشوا کی عمر صرف چھتیس سال ہے وہ ہندوستان کا عام لباس سفید پگڑی اور سفید پاجامہ پہنے ہوئے برائٹن تشریف لائے۔ ان کے سکرٹریوں کی پگڑیاں سبز تھیں تاکہ مقامی مبلغوں اور ان میں امتیاز ہو سکے۔ یہ پارٹی صبح برائٹن میں پہنچی۔ اور چھتری کی جانب روانہ ہو گئی۔ موٹروں کے پہاڑ کے دامن میں پہنچنے تک بارش کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ گو پھر سورج نکل آیا۔ کیچڑ کے سبب موٹریں احاطہ تک نہ لے جائی جاسکیں۔ اس لئے پارٹی ایک ڈھلوان پہاڑی زمین پر پیدل چل کر چھتری کی سیڑھیوں تک پہنچی۔ جہاں حضرت کے پیچھے پیچھے باقی لوگ بھی سیڑھیوں پر چڑھے۔ ایک مختصر تقریر کی جس کا ترجمہ اسی جگہ مولوی عبد الرحیم مبلغ لنڈن نے کیا۔ حضرت نے اس چھتری کا ذکر کیا۔ جو ان ہندوستانی سپاہیوں کی یادگار میں قائم کی گئی ہے۔ جو سلطنت برطانیہ کے استحکام و حفاظت کے لئے نبرد آزما ہوئے اور کہا کہ یہ چھتری اس عظیم الشان دائمی امن کی

چھتری کی یاد دہانی کراتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ اس امن کے سلسلہ کے رنگ میں قائم کی جس کے سایہ تلے مشرق اور مغرب کے لوگ ایک دوسرے کی عزت کرنا سیکھیں گے۔ اور بنی نوع انسان کے ساتھ محبت اور امن کی زندگی بسر کرینگے۔ انہوں نے بیان کیا کہ وہ اس روح کی بہت قدر کرتے ہیں۔ جو اس چھتری کے قیام کی محرک ہوئی۔ کیونکہ وہ چھتری انگلستان کے دلی خیالات کا اظہار ہے۔ اس کے بعد چند منٹ خاموشی کے ساتھ دعا کی گئی۔

شاہی بارہ دری کے دروازہ پر مسٹر ایچ۔ ڈی رابرٹ ایم۔ بی۔ ای نے پارٹی کا استقبال کیا اور بارہ دری دکھائی۔ جس کا حضرت نے شکریہ ادا کیا بعد ازاں برائٹن کے لوگوں میں ایڈریس پڑھا جس کا ترجمہ ان کے ساتھیوں میں سے ایک پلیڈر نے قابل تعریف انگریزی میں کیا۔ ایڈریس کی تمہید یوں تھی:- "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ ہو الناصر"۔ اور پھر ایڈریس میں بیان کیا کہ برائٹن ایک ہندوستانی کے دل میں ایک نا قابل ضبط جذبات کی لہر پیدا کرتا ہے۔ انہوں نے ہندوستانی سپاہیوں کی قربانی کا ذکر کیا۔ اور ان کی نگہداشت کا جو وہاں پر کی گئی اعادہ فرمایا۔ اور کہا کہ ہر جگہ ہر ایک ہندوستانی کے دل میں سلطنت برطانیہ سے وابستگی کے جذبہ کے ساتھ ساتھ انصاف اور امن کے قیام کے لئے جان توڑ کوشش کرنے کا مصمم ارادہ پیدا کرتی ہے۔ پھر فرمایا۔ "اختلاف ہم میں ہو سکتے ہیں۔ جھگڑے ہم کر سکتے ہیں لیکن ہندوستان برٹش ایمپائر سے جدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہزارہا بہادر ہندوستانی جن پر ہندوستان کو بجا طور پر فخر ہے۔ اس ایمپائر اور جن امور کے لئے وہ کھڑی ہے۔ ان کی حفاظت کے لئے جانیں دے چکے ہیں۔ اور سرزمین برطانیہ پر ان کی لاشیں مدفون ہیں۔ ابنائے ہندوستان کبھی اس کو برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے بہادر بھائیوں نے جس چیز کے لئے جانیں دیں وہ اسے اپنے ہاتھ سے تباہ کر دیں۔"

انہوں نے کارپوریشن اور برائٹن کے لوگوں اور پھر برٹش قوم کا اپنی جماعت اور ساری ہندوستان کی طرف سے اس فیاض اور برادرانہ سلوک پر شکریہ ادا کیا۔ جو انہوں نے ہندوستانیوں سے اسوقت کیا جبکہ وہ امداد اور ہمدردی کے محتاج تھے۔ پھر شہزادہ ویلز کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس میموریل کا افتتاح کیا۔ اور سر جارج کا بھی جو اسوقت برائٹن کے منتظم اعلیٰ تھے۔ بارہ دری پیش کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ نیز ان تمام ڈاکٹروں اور نرسوں کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے امداد کی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی لنڈن سے واپسی

لنڈن سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ۷ اکتوبر کا چلا ہوا تار جو بٹالہ ۸ تاریخ اور وہاں سے بذریعہ ڈاک قادیان ۷ اکتوبر پہنچا۔ منظر ہے کہ آئندہ کوئی خط حضور کا لنڈن کے پتہ پر نہ بھیجا جائے۔ اس تار سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ حضور ۲۰ اور ۲۵ اکتوبر کے درمیان لنڈن سے روانہ ہو جائینگے

الحمد للہ علی ذالک ،

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم پنجشنبہ - قادیان دارالامان - ۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء

مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید کی سنگساری کا شرعی پہلو

(نمبر ۱)

از جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل

آجکل بعض ضمیر فروش اور امیر کابل کی بے جا حمایت اور طرفداری کے ٹھیکہ دار اہل جرائد نے یہ دیکھ کر کہ اب اس حقیقت کو چھپانا بالکل ناممکن ہو گیا ہے۔ کہ امیر مذکور نے حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید مرحوم کو محض اختلاف عقائد کی وجہ سے اور صرف احمدیت کی بناء پر سنگسار کرایا ہے۔ یہ کہنا شروع کر دیا ہے۔ کہ امیر کابل کا یہ فعل شریعت اسلام کے عین مطابق ہے۔ بلکہ دیوبندی فرقہ کے مولویان نے تو اس کو فتویٰ کی صورت میں نہ صرف درست بلکہ قابل تحسین قرار دیکر اخباروں میں شایع کیا ہے۔ لہذا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ شرعی پہلو سے اس پر روشنی ڈالی جائے۔

حکومت کابل کی عہد شکنی

بیشتر اس سے کہ میں حکومت کابل کی اس کارروائی پر نظر کروں۔ اولاً یہ دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ امیر کابل کے ارکان حکومت کا جماعت احمدیہ کو بار بار نہایت واضح اور روشن الفاظ میں کامل مذہبی آزادی کے وعدے دیکر اور پھر ان کا ایک ذرہ بھر بھی پاس نہ کرتے ہوئے حضرت شہید مرحوم کو سنگسار کروانا گو خوشامدی اور چاپلوس مولویوں کے نزدیک عین تقویٰ۔ عین شرافت اور کمال درجہ کی دیانتداری کا ثبوت ہو۔ مگر قرآن کریم کی اصطلاح میں اس کا نام خیانت و اغتدار اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودہ کے رو سے اس کا نام پرلے درجہ کی غداری ہے۔

سنہ تین سال کا واقعہ ہے کہ گورنمنٹ کابل نے بذریعہ اپنے قونصل مقیم شملہ ہمارے متعلق یہ تحریری پیغام بھیجا تھا کہ:۔

"از طرف افغانستان و اہالی آں ہیچ گاہ بدون سبب و واسطہ اذیت و تکالیفے بر اقوام شاں نخواہد رسید"

اور باوجود اس یقین اور حتمی وعدہ کے حضرت مولوی نعمت اللہ صاحب کو بالکل "بدون سبب و واسطہ" نہ صرف "اذیت و تکالیف" پہنچائیں۔ بلکہ ایک عرصہ تک سخت زندان میں رکھ کر آخر سنگسار کروا دیا۔

گورنمنٹ کابل کا نہ صرف اسی قدر عہد و پیمان تھا۔ کہ حکومت افغانستان کی طرف سے کبھی بھی کسی احمدی کو بدون سبب و واسطہ قطعاً کسی قسم کی کوئی اذیت و تکلیف نہیں پہنچنے دی جائیگی۔ بلکہ اس کی طرف سے ہمیں یہاں تک لکھا گیا تھا کہ ہمیں تمام احمدیان سرزمین افغانستان کی ایک مکمل فہرست بھیجی جائے۔ تاکہ اس ملک میں جہاں جہاں کوئی احمدی ہے۔ ان میں سے اگر کسی کو کسی قسم کی کوئی تکلیف احمدیت کی وجہ سے پہنچائی جاتی ہو۔ تو اس کا تدارک کیا جا سکے۔

چنانچہ اس بارہ میں سردار محمود طرزی خان صاحب وزارت خارجیہ کی چٹھی کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"اگر سیاہہ اشخاص تابعین خود را کہ در خاک افغانستان سکونت دارند۔ برائے ما بفرستید۔ ممکن است کہ اگر تکلیفے دربارۂ شاں وارد شدہ باشد۔ رفع شود"

اگر ان لوگوں کی نیت میں اب فتور آ گیا تھا۔ اور انہیں اپنے ان عہدوں پر قائم رہنا ناقابل برداشت بوجھ معلوم ہونے لگا تھا۔ تو ان کا فرض تھا کہ اس عہد شکنی سے قبل ان وجوہ کو پیش کرتے۔ جن کے باعث وہ اسپر تلے تھے۔ اور آیندہ کے لئے ہمیں اپنے عہدوں سے براءۃ کی اطلاع دیدیتے جیسا کہ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔ واما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیہم علی سواء۔ ان اللہ لا یحب الخائنین (پارہ دہم رکوع ۳) مگر انہیں قرآن کریم سے اور قرآن کریم کو نازل کرنے والے خدا تعالیٰ سے کوئی واسطہ ہوتا تو ایسا کرتے۔ آخر اپنا وہی نمونہ دکھایا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے:۔ لا یرقبون فی مومن الا ولا ذمۃ واولئک ہم المعتدون (پارہ دہم رکوع ہشتم)

غدار کے متعلق رسول کریم کا ارشاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:۔ لکل غادر لواء یوم القیامۃ یرفع لہ۔ الا ولا غادر اعظم غدرا من امیر عامۃ (صحیح مسلم) یعنی قیامت کے روز ہر غدار کے لئے اس کی غداری کے نشان کے طور پر ایک علم کھڑا کیا جائیگا۔ اور سب سے بڑا غدار جس کے برابر غداری میں کوئی بھی نہیں ہے۔ وہ شخص ہے جو لوگوں کا امیر ہو کر غداری کرے۔ سو ہمارے مہربان امیر کابل نے روئے زمین کے غداروں میں سب سے آگے بڑھنے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعظم الغادرین کا لقب پانے میں نمایاں طور پر حصہ لیا ہے۔ جبپر اسے اور اس کے خوشامدی مولویوں کو بہت بڑا ناز اور فخر ہے۔ کاش! یہ لوگ اس فخر کے حاصل کرنے سے پہلے اس کے انجام سے واقفیت حاصل کر لیتے۔

عہد شکنی کی صورت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت تاکیدی فرمان ہے:۔

من کان بینہ وبین قوم عہد فلا یحلن عہداً ولا یشدنہ حتی یمضی امدہ او ینبذ الیہم علی سواء (ترمذی) یعنی جس کسی کا کسی قوم سے امن کا معاہدہ ہو۔ وہ اسکی میعاد کے اندر ہرگز ہرگز اسے نہ توڑے اور نہ اس کے متعلق فریق ثانی کے ساتھ تشدد اور سختی کا رویہ اختیار کرے۔ اور اگر حالات اسے اس عہد کو توڑنے پر مجبور کر دیں۔ تو ایسی صورت میں اس کے لئے ضروری ہے کہ اس عہد کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے قبل ان لوگوں کو آگاہ کر دے۔ کہ فلاں تاریخ اور فلاں وقت کے بعد اس معاہدہ کو منسوخ سمجھا جائے۔ مگر امیر کابل اور ارکان حکومت کو اس سے کیا غرض؟ انہیں تو لوگوں کو خوش کرنا ہے وہ کیا جانیں کہ آنحضرت صلعم اور آپ کو بھیجنے والے خدا کے احکام کیا ہوتے ہیں۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ من امن رجلاً علی نفسہ فقتلہ اعطی لواء الغدر یوم القیامۃ (مشکوٰۃ) جس کسی نے کسی کو اس کی جان کی بابت امان بخشکر اسے قتل کر دیا۔ اس کو قیامت کے دن غداری کا علم دیا جائیگا۔ اور فرمایا:۔ الا من ظلم معاہداً او انتقصہ او کلفہ فوق طاقتہ او اخذ منہ شیئاً بغیر طیب نفس فانا حجیجہ یوم القیامۃ (ایضاً) جس نے کسی معاہد پر کوئی ظلم کیا یا اسے کوئی نقصان پہنچایا۔ یا اسکی طاقت سے بڑھ کر اس کے ذمہ کوئی بوجھ ڈالا۔ یا اس کی خوشی اور رضامندی کے بغیر اس سے کچھ لیا۔ اس کی طرف سے میں قیامت کے دن ایسے شخص کے ساتھ جھگڑنے والا اور وکیل ہوں گا۔ نیز فرمایا:۔ لو ان اہل السماء والارض اشترکوا فی دم مومن لاکبہم اللہ فی النار (ایضاً) اگر تمام آسمانوں کے رہنے والے اور تمام زمین کے باشندے

ملکر ایک مومن کو قتل کرینگے۔ تو ان سب کو اللہ تعالیٰ آگ میں سرنگون ڈالیگا۔ اور فرمایا۔ من غشنا فلیس منا۔ جس نے ہم میں سے دہوکہ اور فریب کیا۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

مگر ہائے افسوس! تم پر اور تمہاری حالت پر اے کابل کے خطہ کے رہنے والو! تم نے ایک بے قصور اور بے عیب متقی مومن کو قتل کرکے جہنم خریدا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کل ذنب عسی اللہ ان یغفرہ الا من مات مشرکا او من قتل مومنا متعمدا۔ یعنی اور ہر ایک گناہ کی بخشش کی امید کی جاسکتی ہے مگر شرک اور کسی مومن کو قصداً قتل کرنا (بجز حقیقی توبہ کے) نہیں بخشا جائیگا۔ لیکن تم نے سب کچھ سمجھتے ہوئے محض اتباع نفس سے ایک خدا کے پیارے اور متقی انسان کو ناحق قتل کردیا تم خدا تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

تنقیح طلب امور اس سنگساری کے واقعہ پر تحقیقی نظر کرنے کے لئے مندرجہ ذیل امور کی تنقیح ضروری ہے:۔

(۱) حضرت شہید مرحوم پر کیا جرم عاید کرکے انکی سنگساری کا حکم دیا گیا۔

(۲) کس قانون کے رُو سے یہ حکم دیا گیا۔

(۳) عدالت نے محولہ قانون کے ظاہری الفاظ اور ہدایات کی اس فیصلہ میں کس حد تک پابندی کی ہے۔

(۴) جس قانون کے رو سے حضرت مرحوم کے لئے یہ سزا تجویز کی گئی اس کا حقیقی اور اصل منشا کیا ہے۔ اور کن حالات میں اور کن شرائط کی پابندی سے کسی ملزم پر اس قانون کو لگایا جاسکتا ہے۔

(۵) اصولی طور پر اس قانون پر نظر۔

(۶) اس قانون کے عاید ہونے کے شرائط کا اور ان حالات کا جن میں کسی شخص پر وہ قانون جاری کیا جاسکتا ہے۔ حضرت شہید مرحوم میں پایا جانا مسل مقدمہ سے کس حد تک ثابت ہوتا ہے۔

(۷) حضرت شہید کے وہ حالات جو مستوجب سزائے قانون مذکور ہونے یا نہ ہونے پر روشنی ڈالتے ہیں۔ چونکہ ان امور میں سے اوّل و دوم و ششم کی تنقیح مسل مقدمہ حضرت شہید مرحوم مع فیصلہ عدالتہائے کابل کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے میں اصل بحث کے شروع کرنے سے قبل ذیل میں نقل مسل مقدمہ مذکورہ درج کرتا ہوں (اگرچہ قبل ازیں وہ مع ترجمہ الفضل میں شائع ہوچکی ہے)

پیشی مقدمہ و نام و نسب ملزم و بیان الزام بتاریخ ۲۰ اسد سنہ ۱۳۰۳ شمسی مطابق ۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۳ھ

حاضر آمد۔ در محکمہ شرعیہ ابتدائیہ کابل بقرار ارسالی قوماندانی کوتوالی کابل مخبر باسم و نسب خودش ملا نعمت اللہ ولد امان اللہ ولد میرزا ساکن دہ خوجہ رخ پنج سیر۔ درحیثیکہ از جملہ اتباع میرزا غلام احمد قادیانی بودہ۔

بیان ملزم بالفاظ عدالت از نزد مذکور پرسیدہ شد۔ باینکہ مقر خود را بمذہب حنفی متمذہب می گفت اقرار نمود کہ (ا) میرزا غلام احمد مذکور مسیح موعود و مہدی معہود و نبی ظلی است

(ب) و حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بصورت جسمانی زندہ نمی باشد (ج) و نزول شان از آسمان بصورت جسمانی حق نیست۔ (د) و نیز ہمان معتقدات مذکورہ معتقد است۔ کہ میرزا غلام احمد (قادیانی) و کتابہائے مولفہ او حق است و خود من نیز ہمان معتقدات مذکورہ مندرجات کتابہا او راحق میدانم (ھ) و میرزا غلام احمد مذکور اگرچہ نبی صاحب شریعت جدیدہ نیست اما نبی ظلی یعنی تابع الرسول است۔ و وحی برا و بدون واسطہ جبرائیل نازل شدہ (و) والہام را از اسباب علم میدانیم۔

ثبوت جرم باقرار ملزم بنابراں از اقرار ہائے ملا نعمت اللہ مذکور پیشی ثابت شد کہ نعمت اللہ از اتباع غلام احمد

حکم عقائد پیشوائے ملزم (ا) اگرچہ کفر و الحاد و بدعت میرزا غلام احمد مذکور تا بشہرۃ و حد تواتر رسیدہ (ب) و کتابہائے او کہ بزبان عربی و فارسی و اردو تالیف کردہ مملو از کلماتے است کہ ظاہراً کفر است

حکم عقائد بیان کردہ ملزم از روئے مذہب حنفی و عقائد اہلسنت جماعت اما ہمیں کلماتے راکہ بزبان خود اقرار و بقلم تحریر داشتہ بقرار اصول مذہب امام ابوحنیفہ نعمان رحمۃ اللہ علیہ و قواعد عقائد اہلسنت و جماعت ملا نعمت اللہ مذکور بظاہر الفاظ و اعتقاد داشتن او بہ حقیت کتابہائے مذکور کافر و نسبت بتاویلات او ملحد و مبتدع دائمی گفتہ می شود۔

حوالہ اقرار ملزم چنانچہ خود مذکور نیز اقرار بدعت خود کردہ۔

حکم ملا نعمت اللہ ملزم از روئے مذہب حنفی و حکم مذکور بقرار اصول مذہب ابوحنیفہ رح قتل است۔

حوالہ اجرائے حکم مذکور چنانچہ قبل ازیں در عصر اعلیحضرت امیر سعید شہید بر یک نفر عبداللطیف نام تابع قادیانی مذکور نیز ہمیں حکم از طرف علمائے وقت شدہ و اجرائے آں ہم نمودہ بودند۔

قطعیت حکم مذکور و توبہ او مسقط قتل او نہ میشود۔

پیشی مرافعہ و حاضری ملزم امضائے اتالیٰ مرافعہ مرکزی کابل اینکہ چوں فیصلہ ہذا قاعدۃً بذریعہ قوماندانی محکمہ شرعیہ مرافعہ فرستادہ بنابراں خود نعمت اللہ مذکور نیز بہ محکمہ ہذا حاضر گردانیدہ

اقرار ملزم مطابق بہ مندرجہ فوق اقرار نمود۔ و علاوہ براں اقرار نمود کہ (ز) علما، عقاید اہلسنت و جماعت را کہ مسئلہ نزول عیسیٰ روح اللہ را بصورت جسمانی گفتہ اند۔ انہا را درہمیں مسئلہ مخطی میدانیم (ح) کسانی را کہ از اہل تفاسیر اسلام بہ رفع عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام معتقد اند و قول کردہ اند مخطی میدانند

فیصلہ فلہذا ایں خادم شرع شریف حکم فیصلہ ہذا را صحیح دانستہ امضاء بہ صحت آں کردیم۔ فقط تحریر یوم دوشنبہ ۱۶ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۷ اسد سنہ ۱۳۰۳ ہجری شمسی۔

حکم ہیئت وزارت عالیہ تمیز فیصلہ مذکور در ہیئت وزارت عالیہ تمیز بملاحظہ رسید و علم آوری شد۔

فیصلہ مذکور باصول محاکمات شرعیہ مطابق فوق است۔ نعمت اللہ مذکور بحضور جمع غفیر رجم و سنگسار کردہ شود۔"

فیصلہ پر نظر اس مسل کے دیکھنے سے نہایت صفا طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ:۔ (۱) حضرت مولوی نعمت اللہ صاحب شہید رضی اللہ عنہ پر جس الزام کی بناء پر یہ مقدمہ چلایا گیا۔ وہ صرف یہ تہا کہ حضرت ممدوح "از جملہ اتباع میرزا غلام احمد قادیانی بودہ"۔ (۲) حضرت شہید مرحوم سے جس قدر سوالات کئے گئے۔ وہ صرف ان اعتقادی مسائل کے متعلق ہیں۔ جن کے متعلق احمدی جماعت میں اور دوسری لوگوں میں اختلاف ہے۔ یا جنکو احمدیوں اور دوسرے لوگوں کے مابین اعتقادی لحاظ سے عدالت ہائے کابل نے مابہ الامتیاز قرار دیا۔ اس کے سوا اور کوئی سوال کسی امر کے متعلق نہیں کیا گیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان سوالات سے جو عدالتہائے کابل نے حضرت شہید پر کئے۔ ان عدالتوں کا مقصد و منشاء ملزم سے صرف اسبات کی توضیح اور تصریح کروانا تھا کہ وہ فی الواقع اور بلاشبہ احمدی ہے۔ اور نیز اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکومت کابل کو حضرت شہید مرحوم کے متعلق اور کسی شرعی یا تمدنی یا سیاسی وغیرہ جرم کے ارتکاب کا کبھی شبہ تک بھی نہیں ہوا۔ چہ جائیکہ کسی اور الزام کی بناء پر یہ کارروائی عمل میں آئی ہو (۳) شہید مرحوم کو اقراری مجرم قرار دیتے ہوئے اسکے بیانات کے متعلق خود عدالتہائے کابل نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اگر ان بیانات کے وہ معنے لئے جائیں۔ جو ملزم اور اس کے پیشوا کے اپنے بیان کردہ ہیں۔ تو اس صورت میں اسپر ان عقائد کی وجہ سے کفر کا فتویٰ عائد نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس صورت میں حسب اصول مذہب حنفی اسپر صرف الحاد و بدعت کا فتویٰ لگیگا جسکی سزا مذہب حنفی میں کہیں قتل نہیں بیان کی گئی۔ ہاں اگر ان بیانات کی وہ تشریح کی جائے جو ان الفاظ سے عدالتہائے شرعیہ کابل کے نزدیک مفہوم ہوتی ہے۔ جس کو ملزم تسلیم نہیں کرتا تو اس صورت میں انکو مستلزم کفر قرار دیا جاسکتا ہے جس سے صاف طور پر ثابت ہوگیا ہے کہ عدالتہائے کابل نے ملزم کو اقراری مجرم قرار دیتے وقت خلاف منشاء متکلم تشریح کی بناء پر اسکے خلاف یہ فیصلہ صادر کیا ہے۔

(۴) حضرت شہید مرحوم پر عدالت کی تحقیق کی تکمیل کے بعد جو جرم لگایا گیا ہے۔ جسکی بناء ان کے اقرار پر رکھی گئی ہے اور جسکی بناء پر انکو سنگسار کروایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ "از اقرار ہائے ملا نعمت اللہ مذکور ثابت شد کہ ملا نعمت اللہ از اتباع غلام احمد قادیانی است" پس جو جرم ان پر لگا کر انکو رجم کیا گیا ہے وہ سوائے احمدیت کے عقائد کے اور کوئی نہیں ہے۔ (۵) احمدیت کے عقائد کو اس بناء پر جرم نہیں قرار دیا گیا کہ ان عقائد کے لوگوں کے متعلق گورنمنٹ کابل کوئی سیاسی خطرہ یا نقض امن کا اندیشہ رکھتی ہے بلکہ ان عقائد کو شرعاً کفر قرار دیکر کفر کی سزا تجویز کی گئی ہے اور حضرت شہید مرحوم کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا ہے (۶) حضرت شہید مرحوم پر جو مقدمہ چلایا گیا۔ اور پھر جو جرم ان پر عاید کیا گیا وہ کسی سرکاری ضابطہ اور ملکی قانون تعزیرات کے حوالہ سے نہیں بلکہ فقہ حنفی کے حوالہ سے۔ علماء کے فتویٰ کی بناء پر تجویز کی گئی ہے۔ اور اس میں کسی سرکاری فرمان شائع شدہ کی خلاف ورزی کا حوالہ قطعاً نہیں دیا گیا۔ اور علماء کے سامنے بھی اس کیس کو ایک باغی یا ناقض امن کا کیس قرار دیکر اسکے متعلق شرعی طریق سے فیصلہ کرنے کے لئے نہیں پیش کیا گیا۔ بلکہ اختلاف عقائد کا سوال اور کفر و اسلام کا مسئلہ قرار دیکر اس پہلو کے رو سے مقدمہ چلایا گیا۔ اور شرعی فتویٰ کے حوالہ سے ہی قتل و رجم کا حکم دیا گیا۔ جیسا کہ فیصلہ کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ "حکم مذکور بقرار اصول مذہب ابوحنیفہ رح قتل است

(ح)۔ شہید مرحوم کے بیانات جو مسل مقدمہ میں درج ہیں۔ اور جنہیں عدالت نے شہید مرحوم کے الفاظ میں نہیں بلکہ انہیں چھوڑ کر اپنے الفاظ میں ان کا مفہوم بیان کیا ہے۔ نام و نسب دسکن کے سوا صرف یہ ہیں۔ جن پر اس فیصلہ کا دارو مدار رکھا گیا ہے۔ اور جن کی بنا پر ان کی نسبت قتل اور رجم کا حکم دیا گیا ہے:۔

(الف) حضرت عیسٰی علیہ السلام اب جسمانی طور پر زندہ نہیں ہیں:۔

(ب) حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول جسمانی کا عقیدہ درست نہیں ہے:۔

(ج) حضرت عیسٰی کا رفع جسمانی بتانے والے مفسرین اسلام اس مسئلہ میں غلطی خوردہ ہیں

(د) حضرت عیسٰی کا نزول جسمانی قرار دینے والے علماء اہل سنت اس مسئلہ میں غلطی خوردہ ہیں:۔

(ھ) الہام اسباب علم میں سے ہے:۔

(و) حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ و علےٰ مطاعہ الصلوٰۃ والسلام مسیح موعود اور مہدی معہود اور ظلی نبی ہیں:۔

(ز) ظلی نبی سے مراد یہ ہے۔ کہ آپ صاحب شریعت جدیدہ نبی نہیں ہیں۔ بلکہ آپ نے یہ منصب فنا فی الرسول کی راہ سے پایا۔ اور آپ پر الہام بدون توسط جبریل نازل ہوا:۔

(ح) آپ نے اپنی کتابوں میں جس قدر تعلیمات اور عقائد بیان فرمائے ہیں۔ اور ان میں جو دعاوی آپ کے درج ہیں۔ وہ سب حق ہیں۔ اور میں ان کی حقیقت پر ایمان رکھتا ہوں:۔

(ط) میں ان معنوں میں حنفی المذہب بھی ہوں۔ کہ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام دعاوی اور تعلیمات کو حق یقین کرتا ہوا حنفی مذہب کے تمام ان اصولوں اور مسائل کو درست اور قابل تقلید سمجھتا ہوں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کے خلاف نہ ہوں:۔

۸۔ عدالت مرافعہ نے بھی ملزم سے اعتقادات کے سوا کوئی سوال نہیں کیا۔ بلکہ اس نے تو علماء و مفسرین کی طرف کسی ایک مسئلہ میں اجتہادی غلطی منسوب کرنے کو بھی شرعاً موجب سزائے قتل قرار دیا ہے۔ جس سے عدالت ہائے کابل کی انصاف پسندی اور دیانتداری کا اندازہ لگ سکتا ہے:۔

۹۔ عدالت عالیہ نے اپنے حکم میں سابقہ فیصلوں میں ایک تبدیلی کی ہے۔ اور وہ یہ کہ ابتدائی عدالت اور عدالت مرافعہ نے تو احمدیت کی سزا محض قتل تجویز کی تھی۔ مگر عدالت عالیہ نے اس سزا کو ناکافی سمجھ کر یہ حکم صادر کیا۔ کہ "نعمت اللہ مذکور بحضور جمع غفیر رجم و سنگسار کردہ شود" اور یہ صرف اس جرم میں کہ اس نے خدا تعالےٰ کے منادی کی آواز پر لبیک کہی۔ اور رد نہ کیا۔ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ

اس فیصلہ کا ایک ایک لفظ کمال صفائی سے اس بات کو ثابت کر رہا ہے۔ کہ حضرت شہید مرحوم پر جو الزام عائد کیا گیا۔ اور جس کا انہیں اقراری مجرم قرار دے کر ان کے قتل کا ہی نہیں۔ بلکہ ان کے رجم کا حکم صادر کیا گیا۔ وہ صرف یہ ہے۔ کہ "از اقرارہائے ملا نعمت اللہ مذکور ثابت شد۔ کہ نعمت اللہ از اتباع غلام احمد قادیانی است" "ہمیں کلمات را کہ بزبان خود اقرار و بقلم تحریر داشتہ بقرار اصول مذہب امام ابوحنیفہ نعمان رحمۃ اللہ علیہ و قواعد عقائد اہلسنت و جماعت ملا نعمت اللہ مذکور بہ ظاہر الفاظ و اعتقاد داشتن او بحقیت کتاب ہائے مذکور کافر و نسب بہ نا ویلات او ملحد و مبتدع دائمی گفتہ می شود"۔ "حکم مذکور بقرار اصول مذہب ابوحنیفہ قتل است" "نعمت اللہ مذکور بحضور جمع غفیر رجم و سنگسار کردہ شود"

اور جس قانون کی طرف اس حکم کو منسوب کیا گیا ہے اور جس کے حوالہ سے یہ حکم صادر کیا گیا ہے۔ وہ کوئی حکومت کابل کا خصوصی اور ملکی ضابطہ تعزیرات نہیں۔ اور نہ کسی اور قانون سیاسی یا ملی کے ماتحت یہ سزا دی گئی ہے۔ بلکہ مذہب حنفی کے حوالہ سے بنا بر حکم کفر و ارتداد یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور اس کو شرعی فیصلہ قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ اوپر کی عبارتوں سے ظاہر ہے:۔

عدالت ہائے کابل اور فقہ حنفیہ

تیسرا سوال یہ ہے۔ کہ عدالت نے اس قانون کے ظاہری الفاظ کی کس حد تک پابندی کی ہے۔ اس کی توضیح کے لئے سب سے پہلے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اس سے مراد فقہ حنفیہ کی کتابوں میں بیان شدہ احکام متعلقہ مرتدین ہیں۔ جن کے ضمن میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ مرتدین کو قتل کر دیا جائے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ عدالتہائے کابل نے اپنے اس فیصلہ میں فقہ حنفیہ کے احکام کی ٹھیک اسی طرح تقلید اور اتباع کی ہے۔ جس طرح کسی بیدین تارک نماز نے اپنے کبھی نماز کے قریب تک نہ جانے کو قرآنی تعلیم کے ماتحت قرار دیکر اس کے ثبوت میں قرآن کریم کی آیات لا تقربوا الصلوٰۃ اور ویل للمصلین کا حوالہ دیدیا تھا:۔

فقہ حنفیہ میں مرتد کی تعریف

سب سے پہلے تو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ کتب فقہ حنفیہ میں مرتد کی تعریف کیا لکھی ہے۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ اس جگہ صرف فقہ حنفیہ کی کتب احکام کی رو سے اس مسئلہ پر نظر کی جائیگی۔ نہ کہ عام اسلامی تعلیم کی رو سے۔ اس موخر الذکر پہلو کے رو سے۔ پانچویں سوال کے نیچے انشاء اللہ تعالےٰ بحث کی جائیگی۔ احناف کے مشہور و معروف اور مستند فتاوےٰ دُرِّ مختار کی اس بارہ میں تفصیلی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ مرتد وہ شخص ہے۔ جو مسلمانوں میں سے ہونے کے بعد بزبان خود صاف طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر کے اسلام کو چھوڑ جائے۔ خواہ کسی اور مذہب میں جا شامل ہو۔ خواہ ہر ایک مذہب سے الگ رہ کر اپنے آپ کو بالکل لا مذہب قرار دے چنانچہ اس بارہ میں کتاب مذکور کا سب سے پہلا یہ فقرہ ہے۔ "المرتد ھو الراجع عن دین الاسلام" یعنے مرتد وہ شخص ہے۔ جو مذہب اسلام کو ترک کر کے یا تو کسی اور مذہب میں جا داخل ہو۔ یا دین اسلام سے بھی نکل جائے۔ اور کوئی دوسرا مذہب بھی اختیار نہ کرے۔ اور پھر لکھا ہے۔ "ورکنھا اجراء کلمۃ الکفر علےٰ اللسان بعد الایمان" یعنی ارتداد کا رکن اور ستون جس کے بدوں کسی پر ارتداد کا فتویٰ عائد نہیں ہو سکتا یہ ہے۔ کہ وہ شخص کلمہ ایمان کو چھوڑ کر کفر کا کلمہ خود اپنی زبان سے کہے۔ اور پھر اس بات کی توضیح کے لئے کہ اس جگہ ایمان سے کیا مراد ہے۔ اور کفر سے کیا؟ ایمان کی تعریف یہ لکھی ہے۔ کہ "ھو تصدیق محمد صلے اللہ علیہ وسلم فیما جاء بہ من اللہ تعالےٰ مما علم مجیئہ ضرورۃً" یعنی ایمان اس بات کا نام ہے۔ کہ انسان ان تمام تعلیمات میں آنحضرت کی تصدیق کرتا ہو۔ جن کی بابت یہ امر کہ انہیں آپنے اللہ تعالےٰ سے پانے کا دعویٰ کیا۔ ایسا روشن اور نمایاں طور پر ثابت ہو۔ کہ اس امر کے ثبوت کے لئے کسی دلیل کی بھی ضرورت پیش نہ آئے"۔ اور کفر کی یہ تعریف کی ہے۔ کہ "تکذیبہ صلے اللہ علیہ وسلم فی شیئ مما جاء بہ من الدین ضرورۃً" یعنی کفر کی یہ تعریف ہے۔ کہ جن امور کے متعلق یہ بات کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ

---

۵ فی الحقیقت ہر ایک الہام الہٰی ہر ملہم ربانی پر بتوسط جبریل ہی نازل ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ وحی شریعت شارع نبی کے سوا کسی پر خواہ وہ نبی ہو یا ملہم غیر نبی بتوسط جبرئیل نہیں بلکہ بتوسط اسکے متبوع نبی شارع کے پہنچتی ہے۔ اور صرف خود شارع نبی پر بتوسط جبرئیل نازل ہوتی ہے اور یہ ظاہر ہے۔ کہ حضرت شہید مرحوم کا منشا اسجگہ شارع نبی اور غیر شارع ظلی نبی کے فرق کو واضح کرنا تھا۔ اور حقیقت میں نبی شارع اور نبی غیر شارع میں اصلی فرق یہی ہوتا ہے۔ کہ شارع نبی الوحی شریعت براہ راست بتوسط جبرئیل پاتا ہے۔ اور غیر شارع بتوسط نبی شارع۔ مگر چونکہ حضرت شہید کے بیانات خود ان کے الفاظ میں درج نہیں کئے گئے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسی وجہ سے یہ لفظی مغالطہ پیدا ہو گیا۔ واللہ اعلم بالصواب (خاکسار راقم)

سے پانے کا دعویٰ کیا۔ ایسے روشن اور بیّن طور پر ثابت ہو کہ اس مدعا کے ثبوت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت پیش نہ آئے۔ ایسے امور میں سے کسی امر کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اس دعوے میں کہ میں نے اسے خدا تعالیٰ سے پایا ہے۔ نعوذ باللہ کاذب قرار دیا جائے ؛

حکم ردت وکفر میں تاکید احتیاط

اس قانون میں نہ صرف مرتد کی تعریف بہت محتاط الفاظ میں کی گئی ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ یہ ہدایت ہے۔ کہ اگر کبھی صورت پیش آمدہ کے متعلق یہ سوال پیش آئے۔ کہ آیا اس پر کفر کی یہ تعریف صادق آتی ہے۔ یا نہیں۔ تو اس کے لئے دو باتوں کی پابندی ضروری ہے۔ اول یہ کہ اس بات کی کوئی ایسی توجیہ کی جا سکتی ہے یا نہیں۔ جس کے رو سے اس کو اس تعریف کفر سے باز رکھا جائے۔ پس اگر کوئی ایسی توجیہ ہو سکتی ہو۔ تو اس کے وہی معنے کئے جائیں گے۔ جن کے رو سے فتوے ارتداد نہ لگنے پائے۔ اور اگر ایسی کوئی توجیہ نہ ہو سکتی ہو۔ تو پھر دوسری ہدایت یہ ہے۔ کہ یہ تحقیق کی جائے۔ کہ آئمہ اسلام کے درمیان اس صورت کے مستلزم کفر و ارتداد ہونے میں کوئی اختلاف تو نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ضعیف سے ضعیف قول اور کوئی کمزور سے کمزور روایت بھی ایسی مل جائے۔ جس کے رو سے اس صورت کو کفر و ارتداد پر محمول کرنا ضروری نہ ہو۔ تو ایسی صورت میں اس پر کفر و ارتداد کا فتویٰ نہ دیا جائے۔ چنانچہ کتاب مذکور میں لکھا ہے "و الفاظہ تعرف من الفتاویٰ بل افردت بالتالیف۔ مع انہ لا یفتی بالکفر بشئی منہا الا فیما اتفق المشائخ علیہ" یعنے ایسے الفاظ جن کو کفر کے کلمات قرار دیا جاتا ہے فتاویٰ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ لیکن ان کے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ ان کلمات میں سے صرف انہی کی بنا پر کفر کا فتویٰ دیا جا سکتا ہے۔ جن کے موجب کفر ہونے کے متعلق ائمہ دین میں قطعاً اختلاف نہ پایا جاتا ہو۔ بلکہ تمام آئمہ دین بالاتفاق ان کو موجب کفر بتاتے۔ اور ان کی بنا پر کفر کا فتویٰ صادر کرنا درست قرار دیتے ہوں "اعلم انہ لا یفتی بتکفیر مسلم امکن حمل کلامہ علے محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف و لو کان ذالک روایۃ ضعیفۃ" یعنی یہ بات یاد رہے۔ کہ کسی ایسے مسلم کی تکفیر کا فتویٰ نہ دیا جائے جس کے اس کلام کو جسے موجب کفر قرار دیا گیا ہے۔ کسی اچھے معنے پر محمول کرنا ممکن ہو جن کے رو سے وہ کافر نہ قرار پائے۔ اور نہ ہی ایسی صورت میں کفر کا فتویٰ دینا روا ہے کہ اس بات کے موجب کفر ہونے میں جسے ملزم کفر قرار دیا گیا ہو۔ کوئی اختلاف پایا جاتا ہو۔ خواہ وہ مخالف روایت ضعیف ہی کیوں نہ ہو۔ مگر افسوس کہ عدالتہائے کابل نے اپنے فیصلہ کی بنا اس قانون مرتدین پر رکھتے وقت اتنا بھی نہ دیکھا کہ ملزم پر اس کی تعریف صادق آتی ہے۔ یا نہیں۔ معلوم نہیں کس دیانت و ایمانداری سے انہوں نے حضرت شہید مرحوم کو اس قانون کا مورد بنایا۔ جب کہ ان کے بیانات میں کوئی ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جسے احناف کے فتاویٰ کی کسی کتاب میں کسی ضعیف سے ضعیف قول کی بنا پر ہی موجب کفر قرار دیا گیا ہو اور اگر بالفرض کسی نے ان بیانات حضرت شہید مرحوم میں سے کسی کو موجب کفر قرار دیا بھی ہوتا۔ تو از روئے قواعد حنفیہ وہ نا قابل التفات متصور ہوتا۔ چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں۔ کہ "ان نقل الفتاویٰ مع جہالۃ قائلہ وعدم اظہار دلائلہ لیس بحجۃ من ناقلہ۔ اذ مدار الاعتقاد فی المسائل الدینیۃ علے الادلۃ القطعیۃ علے ان فی تکفیر المسلم قد تترتب مفاسد جلیۃ وخفیۃ فلا یقبل قول بعضھم انما ذکرتھم بناءً علی الامور التھدیدیۃ والتغلیظیۃ" یعنی فتاویٰ کی کتابوں میں ایسے اقوال کا نقل ہونا جن کے قائل کا کبھی پتہ تک نہ چلتا ہو۔ کہ وہ کون تھا۔ اور نہ اس نے کوئی دلائل دیئے ہوں محض ان کتابوں میں نقل ہو جانے کی وجہ سے حجت نہیں ٹھیر سکتا۔ کیونکہ اعتقاد کا مدار دینی مسائل میں دلائل قاطعہ پر ہوتا ہے۔ اور مسلمان کی تکفیر بعض دفعہ بہت خطرناک نتائج پیدا کرتی ہے۔ جس کے لئے یہ بہانہ بالکل بیہودہ ہے کہ اس طرح کے فتوؤں سے اصل مقصود صرف تہدید و تشدید ہوتا ہے"۔ ہاں اس میں شک نہیں۔ کہ ضروریات دین اور اور اصول ایمان کے منکر اہل قبلہ کی تکفیر میں آئمہ دین کو ہرگز کلام نہیں ہے۔ جیسا کہ شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۳۹ پر ملا علی قاری نے اس کو کھول کر بیان کیا ہے۔ کجا یہ کہ مولوی نعمت اللہ صاحب کے بیانات کا کوئی حصہ باتفاق جمیع آئمہ دین صاف اور صریح طور پر بدوں گنجائش کسی تاویل وغیرہ کے قطعی طور پر موجب کفر ہوتا۔ بلکہ ان بیانات کے متعلق تو ججوں کو خود اس بات کا اعتراف ہے۔ کہ ملزم کے ان بیانات کے جو معنے خود ملزم کے نزدیک درست اور صحیح ہیں۔ ان کے رو سے اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا۔ غرض نہ بیانات ملزم کے کسی ایسے حصہ کی ججوں نے نشان دہی کی ہے۔ جو کم از کم انہی کے نزدیک یقینی طور پر اور صفائی کے ساتھ موجب کفر ہوتا۔ اور نہ ہی ان بیانات کے کسی حصہ کے متعلق آئمہ دین میں سے کسی امام کا کوئی ایسا قول پیش کیا ہے۔ جو ملزم کے بیان کے اس حصہ کو موجب کفر قرار دیتا ہے مگر باوجود اس کے انہوں نے حضرت مولوی نعمت اللہ صاحب کو کافر واجب القتل بلکہ قابل رجم قرار دیدیا۔ اس سے بڑھ کر علماء ھم شرٌ من تحت ادیم السماء کا ثبوت کہاں ملیگا۔

ازالہ شبہات کا موقع

قانون زیر بحث کے اجراء کے متعلق ایک موٹی ہدایت جو سب سے پہلے شروع بحث میں ہی کتب فقہ میں مذکور ہوتی ہے یہ ہے کہ جب کسی شخص کا مرتد ہو جانا یقینی طور پر پایہ ثبوت کو پہنچ جائے۔ تو اس کو اس بات کا موقع دیا جائے۔ کہ وہ اپنے اعتراضات جو اسے اسلام پر ہوں۔ اور جن کی وجہ سے وہ مرتد ہؤا ہو۔ پیش کر کے ان میں سے ہر ایک کا یکے بعد دیگرے تسلی بخش جواب سنے۔ اور اس کے ہر ایک اعتراض کا حقیقی اور اطمینان بخش جواب اسے دیا جائے۔ تا وہ کفر و ارتداد سے بچ جائے۔ چنانچہ شرح وقایہ کے باب المرتد کا سب سے پہلا فقرہ ہی یہ ہے۔ کہ "من ارتد (والعیاذ باللہ) عرض علیہ الاسلام وکشف شبھتہ" یعنی جو شخص اسلام سے مرتد ہو جائے۔ اس کو اسلام کی تبلیغ کی جائے۔ اور اس کے اعتراضات کا ازالہ کیا جائے۔

پس اگر ان لوگوں کی نظر میں حضرت شہید مرحوم واقعی مرتد تھے۔ تو بھی فقہ حنفیہ کے رو سے ان کا سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ ان سے سلسلہ احمدیہ کی حقیقت کے دلائل سنتے اور اپنے باطل اور بیہودہ اور خلاف قرآن کریم وحدیث شریف خیالات متعلقہ حیات مسیح وغیرہ وغیرہ کے متعلق ان کے اعتراضات سنتے اور پھر ان سب باتوں کے انہیں جوابات دیتے۔ اور جب تک اس طرح سے ان پر مکمل کھلا طور پر اتمام حجت نہ کر لیتے۔ ان کے قتل و رجم کے فتوٰی سے باز رہتے۔ مگر ان درندوں نے اس طرف رخ بھی نہ کیا۔ اور جوش درندگی سے جب تک ان کو سنگسار نہ کرا دیا۔ آرام نہ لیا ؛

توبہ کا موقع

ازالہ شبہات کے بعد دوسری ہدایت اس قانون میں یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ ملزم کو توبہ کا موقع دیا جائے۔ اور اگر وہ توبہ کرے۔ تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ درمختار میں لکھا ہے "وکل مسلم ارتد فانہ یقتل الا جماعۃ ان لم یتب" یعنے جو مسلمان مرتد ہو جائے۔ اس کے لئے موقع ہے۔ کہ توبہ کرے۔ ہاں اگر توبہ نہ کرے۔ تو اسے قتل کر دیا جائے۔ لیکن ہر ایک مرتد غیر تائب واجب القتل نہیں ہے۔ بلکہ بہت سے آدمی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں "کل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولۃ الا جماعۃ من تکررت ردتہ علے ما مر والکافر بسبب نبی" یعنی جو مسلم مرتد ہو جائے۔ اس کی توبہ مقبول ہے۔ جس کے نتیجہ میں اس کا حکم قتل ساقط ہو جائیگا۔ لیکن اگر کوئی ایسے لوگ ہوں۔ کہ انہوں نے بار بار مرتد ہو کر ہر بار توبہ کر لینے

کا وتیرہ اختیار کر لیا ہو۔ یا کوئی شخص محض مرتد نہ ہو۔ بلکہ کسی نبی کے خلاف اشتعال انگیز الفاظ کی اشاعت کر کے نقض امن کا موجب ہوا ہو۔ تو ایسے لوگ بہرحال واجب القتل ہونگے لیکن عدالتہائے کابل کے بدباطن قاضیوں نے اس کے خلاف اور اس کے برعکس یہ فیصلہ صادر کیا کہ "توبۂ آں مسقط قتل او نمی شود"۔

شبہ کا فائدہ

پھر ایک بات عدالتہائے کابل نے اس فیصلہ میں کتب فقہ کے صریح خلاف یہ کی ہے کہ حضرت شہید مرحوم پر حد ارتداد قائم کرتے وقت انہوں نے اس ضابطہ کو بالکل پس پشت ڈالدیا۔ جو حدود کے بیان کے شروع ہی میں کتب فقہ میں کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ الشبهة دارئة للحد (شرح وقایہ) یعنی اگر حد والے مقدمہ میں الزام کے ثبوت میں کوئی شبہ واقع ہو جائے۔ تو حد ساقط ہو جاتی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس بارہ میں یہاں تک فرمایا ہے کہ ادفعوا الحدود ما وجدتم له مدفعا۔ یعنے حدود کو ساقط کرنے اور ہٹانے کے لئے پوری کوشش سے راہیں سوچو جو بھی اس کے لئے راہ تمہیں مل سکے۔ اسی راہ سے انکو ٹلا دو"۔ مگر کابل کی عدالتوں نے اس کے بالکل برعکس اپنے فیصلہ وجوب قتل و رجم میں رکیک سے رکیک شبہات پر اپنے ظلم کی عمارت قائم کر کے ایک بالکل بے قصور اور بے عیب کو سنگسار کروا دیا ہے۔ اور اپنے فیصلہ میں اس بات کو بھی ظاہر کر دیا ہے کہ جن بیانات کی بناء پر ملزم کو اقراری مجرم قرار دیکر اس کے لئے قتل کی سزا تجویز کی گئی ہے۔ ان کے جو معنے خود ملزم کے نزدیک درست ہیں۔ ان کی بجائے ہم اس کے الفاظ کے وہ معنے لیتے ہیں۔ جن سے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا جا سکے۔ تاکہ اس قتل ناحق کے لئے ایک بہانہ مل جائے۔ ہائے افسوس! ان علماء کی حالت پر جو ایک مکڑی کے جالے سے بھی کمزور حیلہ کی آڑ میں خدا کے ایک مقبول بندہ کے قتل ناحق کے مرتکب ہوئے۔ کاش! یہ پیدا نہ ہوئے ہوتے یا اس دن سے پہلے خس کم جہاں پاک کے مصداق ہو چکے ہوتے۔ جس دن ان ظالموں نے ایک معصوم کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من اعان على قتل مومن شطر كلمة لقى الله مكتوب بين عينيه آئيس من رحمة الله۔ یعنی جو شخص کسی مومن کے قتل میں ایک لفظ سے بھی شراکت اور اعانت کریگا۔ وہ خدا تعالیٰ کے سامنے ایسی حالت میں پیش ہوگا کہ اس کی پیشانی پر "خدا کی رحمت سے مایوس" کے الفاظ لکھے ہوئے ہونگے (جیسا کہ دجال کی پیشانی پر ک ف ر لکھا ہوا ہے)

احادیث میں آئی ہے) سو ان بدقسمتوں نے اس شعار کو نہایت فخر کے ساتھ اپنے لئے پسند کیا۔ جس پر انہیں بڑا غرور ہے۔ فويل لهم مما كتبت ايديهم وويل لهم مما يكسبون۔

غلط بنا پر کفر و الحاد کا فتویٰ

ایک اور بات ان علماء کرام نے اپنے فیصلہ میں صریحاً خلاف اصول احناف اور سراسر خلاف درایۃ و عقل یہ کی ہے کہ چونکہ ملزم مرزا غلام احمد قادیانی کا مرید ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کا کافر ملحد اور مبتدع ہونا حد شہرۃ بلکہ تواتر تک پہنچا ہوا ہے۔ اس لئے ملزم کافر ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں عدالت ابتدائیہ کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔ "کفر و الحاد و بدعت میرزا غلام احمد مذکور را بشہرۃ و حد تواتر رسیدہ" حالانکہ کفر و الحاد و ابتداع مدرکات خارجیہ میں سے نہیں ہیں۔ جن کو حواس ظاہرہ سے ادراک کیا جاتا ہے۔ بلکہ یہ امور عقلیہ میں سے ہیں۔ جن کا ادراک حواس باطنہ پر موقوف ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان کو کسی کی طرف منسوب کرنے کے لئے فتویٰ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ حواس ظاہرہ کے مدرکات کے لئے کسی فتویٰ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور یہ بات ظاہر ہے۔ کہ تواتر کو صرف محسوسات خارجیہ کے ثبوت میں بطور دلیل پیش کیا جا سکتا ہے۔ امور عقلیہ یعنی مدرکات حواس باطنہ کا اثبات تواتر وغیرہ کے ذریعہ سے کرنا سراسر جہالت اور نادانی ہے۔ چنانچہ اصول فقہ حنفیہ کی مشہور و معروف اور مستند کتاب تلویح (مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۴۳) میں لکھا ہے:۔ ثم المتواتر لا بد ان يكون مستنداً الى الحس سمعاً او غيره حتى لو اتفق اهل اقليم على مسئلة عقلية لم يحصل لنا اليقين حتى يقوم البرهان"۔ یعنے خبر متواتر کے لئے ضروری ہے کہ اس کی بنیاد اور استناد ادراک خارجی پر ہو۔ مثلاً سننا وغیرہ۔ پس اگر ایک اقلیم بھر کے بھی سارے کے سارے لوگ کسی ایسے مسئلہ پر متفق ہوں۔ جس کا ادراک قوائے مدرکہ باطنہ کا کام ہے۔ تو ہمیں ان کے اس اتفاق سے یقین حاصل نہیں ہوگا۔ جب تک کوئی دلیل قائم نہ ہو۔ اور امام رازی تفسیر کبیر جلد ۲ کے صفحہ ۱۹۷ میں لکھتے ہیں کہ:۔ "مدار الامر في الاخبار المتواترة على ان يكون المخبر الاول انما اخبر عن المحسوس"۔ یعنی اخبار متواترہ کی حجیت کا دارو مدار اس پر ہے کہ پہلے طبقہ کے راویوں کی روایت خود ان کے ادراک ظاہری کی بناء پر ہو۔

غرض کسی شخص پر کفر و الحاد و ابتداع کا فتویٰ اس بنا پر لگانا کہ اس شخص کو اس کثرت سے لوگ کافر ملحد اور مبتدع سمجھتے ہیں۔ جن کی روایت کو کذب پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ یا تو پرلے درجہ کی جہالت اور غباوت پر محمول ہوگا۔ اور یا پھر ناچار اسے خطرناک چالاکی اور دھوکہ دہی قرار دینا پڑیگا۔

سنگساری کی سزا

ایک بات خلاف قانون محولہ اس فیصلہ میں یہ کی گئی ہے۔ کہ حضرت شہید مرحوم کو سنگسار کرنے کا حکم دیا گیا۔ حالانکہ کتب فقہ میں اس سزا کا اس قانون کے ماتحت کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ اور احادیث میں قتل محض کی بجائے ایسی سزائیں دینے سے صاف طور پر منع کیا گیا ہے۔

اجتہادی غلطی

اسی طرح ایک بات محولہ قانون کی حدود سے بالکل باہر عدالت مرافعہ کابل نے یہ کی ہے۔ کہ علماء اور مفسرین کی طرف کسی ایک اجتہادی غلطی کے منسوب کرنے کو بھی مستلزم کفر و ارتداد اور موجب قتل قرار دے دیا ہے۔ حالانکہ کتب فقہ حنفیہ میں اس کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا۔ اور پایا جاتا بھی کیونکر؟ جبکہ یہ بات ہے ہی سراسر باطل۔ بھلا جب اجتہادی غلطی سے انبیاء بھی محفوظ نہیں تھے۔ جیسا کہ خود قرآن کریم سے اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔ تو بیچارے علماء اور مفسرین ان کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ جن کو زیادہ سے زیادہ اگر کوئی حیثیت دی جا سکتی ہے تو مجتہد کی۔ اور یہ بات نہ صرف احناف کی بلکہ تمام اہل سنت و جماعت کی مسلمہ ہے۔ کہ المجتهد يخطى ويصيب۔ غرض پوری ستم کاری اور ظلم عدالتہائے کابل نے اپنے اس فیصلہ کی بنا

کیا امیر افغانستان متعصب اہل سنت ہیں

شیعوں کا مشہور اخبار ذوالفقار (۸ ربیعہ) مذاہب عالم کے عنوان کے ماتحت لکھتا ہے:۔

"کابل کی خاص تار سے معزز معاصر الفضل قادیان کو اطلاع ملی ہے کہ ۳۰ر اگست کو مولوی نصرت اللہ خان کو کابل میں سنگسار کر دیا گیا۔ ان کو ایک میدان میں چھوڑ کر تمام شہر کو حکم تھا کہ انکو پتھروں سے مارو۔ اور نہ چھوڑو اس وقت تک جب تک کہ انکی نعش پتھروں میں نہ دب جائے) نہایت افسوس ہے کہ مولوی صاحب مرحوم ایک احمدی مسلمان تھے۔ قرآن ایک خدا ایک رسول ایک کعبہ ایک پانچ وقت کی نماز پڑھتا اور روزے رکھتا تھا صرف ان کا یہ جرم تھا کہ وہ امیر افغانستان کے مذہب کا مسلمان نہیں تھا جو پہلے گرفتار کر لیا گیا۔ اور انکو اپنے مذہب پر پھیرنے کی بہت کوشش کی گئی۔ مگر اس نے قبول نہیں کیا۔ اس لئے ظالمانہ سزا سے ایک غریب الوطن کو قتل کر دیا گیا۔ خدا مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ اس رنج میں ہمیں احمدی صاحبان سے دلی ہمدردی ہے۔ اور امیر کے اس فعل ظالمانہ سے سخت نفرت ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

خدا کے پیارے بندوں کی تائید
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا سفر یورپ
اور
اس کے متعلق ایک خواب

از حضرت مولوی شیر علی صاحب امیر جماعت احمدیہ ہند

فرمودہ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۴ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

رؤیا اور کشوف کے ذریعہ تائید خدا تعالےٰ اپنے پیاروں اور راستبازوں کی کئی طریقوں سے مدد اور نصرت فرماتا ہے - ان میں سے ایک طریق اس کی مدد اور نصرت کا یہ ہے - کہ لوگوں پر رؤیاء الہام اور کشوف کے ذریعے ان کی سچائی ظاہر کرتا ہے - اور اس طرح سعید روحیں خدا سے ان کی سچائی اور صداقت کی شہادت پاکر ان کو قبول کرتی ہیں - دنیا میں بڑے بڑے ہوشیار اور چالاک انسان پائے جاتے ہیں - جو اپنی چالاکی اور ہوشیاری جھوٹ اور مکاری اور طرح طرح کے حیلوں سے کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں - مگر یہ تائید آسمانی ان کے شامل حال نہیں ہوتی - کیونکہ یہ طریق تائید انسانی دخل اور تصرف سے پاک ہے جس سے کہ خدا تعالےٰ کے پیاروں کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے ؎

ایک شہادت آج میں اسی قسم کی ایک آسمانی شہادت آپ کو سناتا ہوں - یہ ایک ایسے رسالہ میں درج ہے - جو آج سے کئی سال پہلے شائع ہو چکا ہے - اس رسالہ کا نام "صوفی" ہے - یہ کسی احمدی کا رسالہ نہیں - بلکہ غیر احمدیوں کا ہے - اس میں ایک مضمون درج ہے - اور اس مضمون کا لکھنے والا بھی کوئی احمدی نہیں - بلکہ وہ شخص ہے - جو سلسلہ احمدیہ کا مخالف ہے - اور ہماری جماعت اس کے نام سے واقف اور آشنا ہے - کیونکہ کچھ عرصہ گذرا - اس نے حضرت خلیفۃ المسیح کو بڑے زور کے ساتھ مباہلہ کا چیلنج دیا تھا - جب آپ نے آمادگی ظاہر کی - تو خموش ہو گیا - وہ خواجہ حسن نظامی ہے - اس رسالہ میں اس کا ایک مضمون شائع ہوا ہے - جس میں اس نے مادہ پرست دنیا پر رؤیاء اور خواب کی حقیقت ظاہر کرتے ہوئے چند خوابیں لکھی ہیں ؎

ایک خواب پہلا خواب وہ نواب سید صدرالدین صاحب حسین خان صاحب رئیس ریاست بڑودہ کا یہ نقل کرتا ہے "کہ ایک مکان میں اسباب بندھا رکھا ہے اور اہل خانہ کسی بڑے سفر کی تیاری میں مصروف ہیں - اتنے میں دیکھا - کہ صاحب خانہ بھی نہایت مصروفیت کی شان سے سامان درست کر رہے ہیں - آخر میں انہوں نے فرمایا - جہاز تیار کرو - اور یہ اسباب اس پر لادو - عرض کیا - حضور کہاں کا ارادہ ہے - فرمایا یورپ جاتا ہوں - علاج کرنا ہے - یہ دریافت کیا گیا - آپکا اسم شریف؟ فرمایا میرا نام عمر ابن الخطاب ہے"

رؤیا کی تعبیر اس رؤیا کی تعبیر بھی حسن نظامی صاحب خود کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ "نواب صاحب کے اس خواب میں اگرچہ ایک بات بہت غور طلب ہے - کہ عمر فاروق رضؓ کا یہ فرمانا کہ یورپ علاج کے لئے جاتا ہوں تو آیا اس کا مطلب یہ ہے - کہ خود وہاں علاج کرانے جاتے ہیں - یا یہ کہ اہل یورپ کا علاج کرنے جاتے ہیں - لیکن دونوں صورتوں میں تعبیر سائنس و مادہ پرستی کے خلاف نکلتی ہے اگر پہلی صورت ہے - یعنی حضرت خود یورپ میں علاج کرانے جاتے ہیں - تو مطلب یہ ہوگا - کہ اہل روحانیت اپنے مرض لاعلمی کا علاج یورپ جاکر وہاں معلومات حاصل کرکے کریں گے - اور اس کے بعد مادہ پرستی کے امراض کا وہاں بیٹھ کر علاج کیا جائے گا - اور دوسری صورت میں مادہ پرست یورپ کے علاج کی تدبیریں اور تیاریاں ہو رہی ہیں -

تعبیر کی تطبیق یہ خواب ایسی واضح اور بین ہے - کہ مجھے کسی تعبیر کرنے کی ضرورت نہیں - میرے تعبیر کرنے کے بغیر ہی آپ لوگ سمجھ گئے ہوں گے - ادھر آپ اس خواب کو اور اسکی تعبیر کو پڑھیں - اور ادھر حضرت خلیفۃ المسیح کا وہ اعلان جو حضور نے سفر یورپ کے اغراض کے متعلق شائع فرمایا ہے - اسکا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا - کہ یہ کیسی سچی خواب ہے - اور سلسلہ کی صداقت کا کیسا زبردست نشان ہے - خصوصاً جبکہ حضور کا الہامی نام بھی عمر ہے) حضور کام کی مشکلات اور سفر کی غرض بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں -

"پس ہم دو آگوں میں ہیں - اور ہماری مثال وہی ہے کہ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن - اس مشکل کا علاج سوچنے کے لئے اور وہاں کے مقامی حالات معلوم کرنے کے لئے تاکہ مبلغوں کی صحیح نگرانی ہو سکے - اور جہاز کو چٹانوں میں سے بحفاظت گذارا جا سکے - اس سفر کی ضرورت پیش آئی ہے"

پھر فرماتے ہیں - "پس ہمارا فرض ہے - کہ اس مصیبت کے آنے سے پہلے اس کا علاج سوچیں - اور یورپ کی تبلیغ کے لئے ہر قدم جو اٹھائیں - پہلے غور کر لیں - اور یہ ہو نہیں سکتا - جب تک کہ وہاں کے حالات کا عینی علم نہ ہو - پس اس وجہ سے باوجود صحت کی کمزوری کے میں نے اس سفر کو اختیار کیا ہے - میں زندہ رہا - تو میں انشاء اللہ اس علم سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں گا"

قومی حجت پس یہ خواب خصوصیت کے ساتھ خواجہ حسن نظامی صاحب اور ان کے متعلقین پر ایک قومی حجت ہے - اور ہماری تائید میں ایک بین ثبوت ہے - یہ رسالہ جس میں یہ خواب درج ہے - یہ مہینہ دو مہینہ سال یا دو سال کا نہیں - بلکہ مئی ۱۹۱۴ء کا ہے - اس لئے یہ بھی گمان نہیں ہو سکتا - کہ ممکن ہے - کسی نے حالات حاضرہ کی بنا پر یہ خواب دیکھا یا درج کیا ہو - کیونکہ یہ خواب اس وقت کا شائع شدہ ہے - جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے سفر یورپ کا وہم و گمان بھی کسی کو نہ تھا - اور نہ معلوم شائع ہونے سے کتنا عرصہ پہلے خواب دیکھا گیا -

رسالہ کیونکر ملا پھر جس رنگ میں یہ رسالہ ملا ہے - وہ بھی بجائے خود ایک نشان ہے - کیونکہ یہ رسالہ میاں نظام الدین صاحب ٹیلر ماسٹر کو کہیں سے ردی میں سے ملا ہے - جس میں وہ یہ مضمون دیکھکر میرے پاس لے آئے - اس وقت جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح نے یورپ کے مرض کا صحیح علاج دریافت کرنے اور مبلغین کے لئے ایک مستقل سکیم تجویز کرنے کے لئے سفر یورپ اختیار کیا ہے - ردی میں سے اس رسالہ کا نکلنا یہ بھی خاص حکمت الٰہی کے ماتحت ہے - پس جو خدا تعالےٰ کے سچے اور راستباز بندے ہوتے ہیں - خدا تعالےٰ نے مختلف رنگوں میں ہمیشہ ان کی سچائی دنیا پر ظاہر کرتا ہے - خدا کرے - یہ رؤیا بھی لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ ہو -

احمدیان ضلع گوجرانوالہ کو اطلاع

احباب جماعت احمدیہ ضلع گوجرانوالہ کو اطلاع دیجاتی ہے - کہ برادران محمد علی و نذیر حسین صاحبان احمدی سکنہ تلونڈی کھجور والی ضلع گوجرانوالہ اکثر دیہات میں تبلیغ کرنے کے لئے پھرتے رہتے ہیں - احمدی احباب سے التماس ہے - کہ حتی الامکان ان کے ساتھ ہوکر ایسے مقامات کا دورہ کرائیں - جہاں تبلیغ کی ضرورت ہے ؎

سید محمود اللہ شاہ - نائب ناظر دعوۃ التبلیغ -

اہل بہاء کے مہدی علی محمد (باب) کی امن شکن اور مخالف اسلام تعلیم کا نمونہ

اس سے پیشتر دو مضمون اہل بہاء کے اس عقیدہ کے متعلق شائع ہو چکے ہیں۔ کہ شریعت بابیہ و بہائیہ نے شریعت محمدیہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ ان مضمونوں سے یہ امر اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے۔ کہ ان لوگوں کے نزدیک قرآن شریف کی شریعت اب ناقابل عمل ہے۔ اور ان کا دعویٰ ہے۔ کہ علی محمد باب اور بہاء اللہ اسی لئے دنیا میں آئے تھے۔ کہ تا دنیا میں نئی شریعت قائم کی جائے۔ چونکہ علی محمد باب کو یہ لوگ اپنے زعم باطل میں قائم آل محمد یا مہدی منتظر خیال کرتے ہیں۔ اور بہاء اللہ کے سارے دعاوی کی بنیاد جو ۱۲۶۰ھ سے شروع ہونا بتائے جاتے ہیں۔ علی محمد باب کے دعویٰ قائمیت یا مہدویت پر بتائی جاتی ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ پہلے علی محمد باب اور اس کی کتاب البیان وغیرہ کی پوری حقیقت معلوم کی جاتی۔ لیکن مشکل یہ ہے۔ کہ جس طرح بہاء اللہ کی ضروری کتابیں (اقدس مبین۔ اقتدار۔ وغیرہ) مفقود ہیں اور باوجود تلاش اور زر کثیر خرچ کرنے کے بھی وہ کسی کو دستیاب نہیں ہوتیں۔ اسی طرح علی محمد باب کی کتابیں بھی کسی شخص کو ملنی محال ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ باب اور بہاء اللہ کی شریعت کو بہائی لوگ اس قابل ہی نہیں سمجھتے ہیں کہ وہ دنیا کے سامنے پیش کی جائے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ دوسری غیر ضروری کتابیں عبد البہاء آفندی اور دوسرے لوگوں کی تو شائع کی جائیں۔ اور باب اور بہاء اللہ جو اصل بانی ہیں۔ ان کی ضروری کتابوں کو چھپا کر رکھا جائے۔ اگر علی محمد باب اور میرزا حسین علی المعروف بہ بہاء اللہ اسی لئے دنیا میں آئے تھے۔ کہ وہ اسلامی شریعت کو منسوخ کر کے نئی شریعت کو قائم کریں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ باب اور بہاء اللہ کی شریعت کو حیض کے چیتھڑوں کی طرح چھپایا جاتا ہے۔ بہائیوں (بابیوں) کا دعویٰ ہے۔ کہ ان کی تعداد دنیا میں ان گنت ہے۔ مگر تعداد کے اس جھوٹے اور غلط دعوےٰ کی تائید کے لئے بھی ان سے اتنا نہیں ہو سکا۔ کہ کم از کم علی محمد باب اور بہاء اللہ کی ساری کتابیں تو دنیا کے سامنے رکھ دیتے تا کہ دنیا معلوم کر لیتی۔ کہ اسلامی شریعت کے مقابلہ میں جو شریعت بابیہ و بہائیہ پیش کی جاتی ہے۔ وہ کہاں تک ارفع و اعلیٰ ہے۔ بہر حال ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ علی محمد باب کی شریعت کے بعض احکام اس کے اپنے لفظوں میں پیش کئے جائیں۔ جن سے اندازہ ہو سکے گا۔ کہ شریعت بابیہ کی کیا حقیقت ہے۔ اور وہ کیسی شریعت ہے۔ جسکی بابت دعویٰ کیا جاتا ہے۔ کہ ابتداء عالم سے انبیاء اسی کی بشارت دیتے چلے آئے ہیں۔

شریعت بابیہ کا پہلا حکم

اسلامی تعلیم ہے۔ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون (سورہ زمر) کہ علم والے اور بے علم برابر نہیں اور اس دعا کا حکم ہے۔ "رب زدنی علماً" کہ اے خدا ہمارے علم کو بڑھا۔ اور ترقی دے۔ اس کے مقابلہ میں غور فرمایا جائے۔ کہ شریعت بابیہ کیا حکم دیتی ہے۔ لکھا ہے۔ "لا یجوز التدریس فی کتب غیر البیان الا اذا انشئی فیہ مما یتعلق بعلم الکلام وان مما اخترع من المنطق والاصول وغیرھما لم یوذن لاحد من المومنین" (کتاب البیان باب دہم واحد چہارم) کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے۔ کہ باب کی کتاب البیان کے سوا کوئی دوسری کتاب پڑھے یا پڑھائے۔ اور یہ کہ جسقدر علوم متداولہ ہیں۔ کسی مومن کو اجازت نہیں ہے۔ کہ انکو حاصل کرے۔ یا آگے ان کی تعلیم دے۔

یہ حکم جس قدر نامعقول اور علوم کا دشمن ہے۔ اسکو ہر ایک شخص خود غور کر سکتا ہے۔ دین اور دنیا کی جسقدر ترقیات ہیں۔ وہ سب علوم کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اگر علوم کو حاصل نکیا جائے۔ اور انکے حاصل کرنے سے روک دیا جائے۔ تو کوئی شخص نہ کوئی دینی ترقی کر سکتا ہے۔ اور نہ کوئی دنیاوی ترقی۔ اگر علی محمد باب کے اس حکم پر عمل کیا جاتا ہے۔ تو دنیا میں آج اندھیر ہوتا۔ اور ان ہزارہا علوم و فنون کا نام و نشان بھی مٹ چکا ہوتا۔ جو اس وقت دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ نہ علوم مذہبی باقی رہتے۔ اور نہ کوئی دنیاوی علم باقی رہتا۔

شریعت بابیہ کا دوسرا حکم

اس سے بھی بدتر اور خطرناک حکم شریعت بابیہ کا یہ ہے کہ دنیا میں جسقدر کتابیں پائی جاتی ہیں۔ ان سب کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ چنانچہ علی محمد باب کی کتاب البیان میں لکھا ہے۔ "الباب السادس من الواحد السادس فی حکم محو الکتب کلھا الا ما انشأت او تنشئ فی ذالک الامر" کہ دنیا میں جس قدر کتابیں پائی جاتی ہیں ان سب کو مٹا دینا چاہیئے۔ سوائے ایسی کتابوں کے جو بابی مذہب کی تائید میں لکھی گئی ہیں۔ یا آئندہ لکھی جائیں۔ اس حکم کے رو سے دنیا میں نہ کسی مذہب کی کوئی کتاب رہ سکتی ہے۔ خواہ وہ اسلام ہے۔ یا غیر اسلام اور نہ علوم و فنون کی کتابیں باقی رہ سکتی ہیں۔ خواہ وہ علوم جدیدہ ہیں یا قدیمہ۔ اگر باب یا اس کے متبعین کو اس حکم پر عمل کرنے کا کوئی موقع مل جاتا۔ تو دنیا میں ایسی خطرناک تباہی برپا ہو چکی ہوتی۔ جس کا کوئی علاج نہ ہو سکتا۔ نہ دنیا میں کسی دوسرے مذہب کی کسی کتاب کا وجود ہوتا۔ اور نہ علوم جدیدہ و قدیمہ کی کتابوں کا کوئی نشان باقی ہوتا۔ اور جو جنگ و جدل مذاہب کی کتابوں کے مٹانے سے ہوتا۔ وہ ایسا خطرناک ہوتا کہ انسان اس کو وہم میں بھی نہیں لا سکتا۔

شریعت بابیہ کا تیسرا حکم

ان دونوں حکموں کے علاوہ تیسرا حکم شریعت بابیہ کا یہ ہے۔ کہ جو لوگ علی محمد باب پر ایمان نہیں لائے وہ پلید ہیں اور واجب القتل ہیں۔ چنانچہ کتاب نقطۃ الکاف (مقدمہ صفحہ [illegible]) میں لکھا ہے "ایشاں کسانے را کہ مومن بباب نبودند نجس و واجب القتل می دانستند" کہ علی محمد باب کے پیر ان لوگوں کو جو باب کو نہیں مانتے۔ اور ان پر ایمان نہیں لاتے۔ ناپاک اور واجب القتل اعتقاد کرتے ہیں۔ بہاء اللہ کے بیٹے اور جانشین اول عبد البہاء آفندی بھی کتاب البیان کے اس حکم کی اپنی کتاب مکاتیب جلد ۲ صفحہ ۲۶۶ میں تصدیق کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں "در یوم ظہور حضرت اعلیٰ منطوق بیان ضرب اعناق و حرق کتب و اوراق و ہدم بقاع و قتل عام الا من آمن و صدق بود" کہ حضرت اعلیٰ (علی محمد باب) کا حکم البیان میں یہی ہے۔ کہ جو لوگ آپ پر ایمان نہیں لائے۔ اور آپ کی تصدیق نہیں کرتے۔ ان کی گردنیں اڑا دی جائیں۔ اور ان کا قتل عام کر دیا جائے۔ اور علوم و فنون اور مذاہب عالم کی جتنی کتابیں ہیں۔ ان سب کو جلا دیا جائے۔ اور ان کا ایک ورق بھی نہ چھوڑا جائے جو نذر آتش نہ کیا جائے۔ اور جتنے مقامات مقدسہ اور قبور انبیاء وغیرہ ہیں۔ ان میں سے بھی کسی کو نہ چھوڑا جائے۔ سب کو گرا دیا جائے۔ تا کہ بابی مذہب کے سوا کوئی دنیا میں نہ رہے۔

شریعت بابیہ کا یہ حکم بھی دنیا کے امن و امان کو یکقلم برباد کرنے والا اور دنیا کے اندر فساد اور بربادی پیدا کرنیوالا ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ اس حکم کی رو سے نہ کسی کی جان محفوظ ہے۔ اور نہ ہی مسلمانوں کے مقامات مقدسہ محفوظ ہیں۔ اور نہ کسی دوسری قوم کا کوئی معبد یا متبرک مقام بچ سکتا ہے۔ حالانکہ سورہ حج میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ خدا کو یہ منظور نہیں ہے کہ قوموں کے معبد اور گرجے اس طرح جبراً گرائے جائیں۔ اور ہر ایک شخص کی جان کی حفاظت کے لئے حکم دیتا ہے "ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق" (بنی اسرائیل) کہ کسی شخص کو بھی بے وجہ اور ناحق قتل مت کرو۔

شریعت بابیہ کا چوتھا حکم

چوتھا حکم شریعت بابیہ کا یہ ہے - کہ علی محمد باب کے مریدوں پر حرام کا مال بھی جس پر علی محمد باب کی نظر پڑ گئی ہو - حلال ہو جاتا ہے - چنانچہ اپنے مریدوں کو علی محمد باب نے اپنی کتاب فروع میں یہ حکم دیا ہوا تھا "اے اصحاب ہر چہ از بازار گرفتید بیاورید بمن نظر نمائم تا حلال شود" اس حکم کی تفصیل کتاب نقطۃ الکاف صفحہ ۱۱۲ و ۱۱۳ میں مرزا جانی کاشانی بابی نے یہ دی ہے - کہ علی محمد باب کے متبعین کی عادت تھی - کہ وہ بازاروں میں جاتے تھے - اور بغیر اجازت کے لوگوں کی دکانوں سے چیزیں اٹھا لیتے تھے - جن کا اٹھانا اور لانا شریعت محمدیہ کی رو سے حرام اور قابل سزا تھا - اس کی بابت علی محمد باب نے اپنے متبعین کو یہ حکم دیا ہوا تھا - کہ اس طرح بازاروں سے جو چیزیں تم چوری اٹھا کر لاتے ہو - وہ میری نظر کے سامنے کر دیا کرو - تاکہ وہ تمہارے لئے حلال ہو جائیں - چنانچہ علی محمد باب کے پیرو ایسا ہی کرتے تھے کہ بازاروں سے لوگوں کی چیزیں اٹھا لاتے اور علی محمد باب کے سامنے لاکر اسکی نظر سے گذار دیتے - تاکہ وہ حرام کی چیزیں ان کے لئے حلال ہو جائیں - اور وہ ان کو حلال اور طیب سمجھ کر استعمال کریں - یہ حکم بھی تمدن اور حقوق العباد کے لئے نہایت نقصان رسان ہے - اور اس سے ہر قسم کے مالی جرائم کا دروازہ کھل جاتا ہے - حالانکہ قرآن مجید کی تعلیم یہ ہے - "لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل" کہ آپس میں ایک دوسرے کے اموال کو ناجائز طریقوں سے مت کھاؤ -

شریعت بابیہ کے ان احکام کا یہ نتیجہ ہے - کہ نہ کسی کی جان محفوظ ہے - اور نہ مال اور نہ دین محفوظ ہے - اور نہ دنیا - نہ امن و امان سے زندگی بسر کرنے اور دین و دنیا میں ترقی کرنے کا کوئی راستہ چھوڑا گیا ہے - اور نہ اخلاق اور تمدن کا اس مذہب کی رو سے کچھ باقی رہتا ہے -

پانچواں حکم

شریعت اسلامی کے حکم نماز با جماعت کے مقابلہ میں یہ دیا گیا ہے - کہ نماز با جماعت حرام ہے - چنانچہ دلائل العرفان صفحہ ۲۷ مصنفہ مرزا حیدر علی بابی میں باب کی کتاب اسرار بیان کے حوالہ سے لکھا ہے "الباب التاسع من الواحد التاسع فی حرمۃ الصلوۃ الجماعۃ الا صلوۃ المیت" کہ اس کتاب کے باب ۹ واحد ۹ میں یہ حکم دیا گیا ہے - کہ نماز با جماعت حرام ہے - سوائے جنازہ میت کے - علی محمد باب نے اس حکم سے وہ تمام فوائد جو اسلامی طریق پر با جماعت نماز پڑھنے میں پائے جاتے ہیں - بابیوں کے لئے فوت ہو گئے ہیں اور اس جدید حکم میں اسلامی حکم کے مقابلہ میں کوئی بھی حکمت موجود نہیں ہے - اور اسلام کے حکم کو منسوخ کر کے ایسا حکم دینا فضول ہے -

چھٹا حکم

اس شریعت جدیدہ میں اسلامی حکم کے مقابلہ میں یہ دیا گیا ہے - کہ جمعہ کی نماز پڑھنا حرام ہے - اور شریعت اسلامیہ میں جو جمعہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے - وہ منسوخ ہے چنانچہ کتاب نقطۃ الکاف صفحہ ۱۱۲ مصنفہ مرزا جانی بابی میں جو علی محمد باب کے مریدوں میں بڑا اونچا درجہ رکھتے ہیں - لکھا ہے - "ایشان در سابق نماز جمعہ میخواندند ہمینکہ حضرت ببابیت ظاہر شدند در کتاب فروع دین خود نوشتند کہ نماز جمعہ امروز حرام ست مگر بر من و آں کسے را کہ من اذن بدہم" مطلب اس عبارت کا یہ ہے - کہ ملا محمد علی ایک جامع مسجد کے امام تھے - ہمیشہ جمعہ کی نماز پڑھاتے تھے - جب علی محمد باب نے باب ہونے کا دعویٰ کیا - تو انہوں نے اس وجہ سے جمعہ کی نماز پڑھنی ترک کر دی - کہ علی محمد باب نے اپنی کتاب فروع میں یہ حکم دیا ہے - کہ اب میری شریعت میں جمعہ کی نماز پڑھنا حرام ہے - ہاں اگر کسی مصلحت کے ماتحت (بطور تقیہ) میں خود پڑھوں - یا کسی کو خاص اجازت دوں - تو وہ الگ ہے - یہ حکم بھی بمقابلہ اس حکم کے جو شریعت اسلامی میں دیا گیا ہے لغو اور بیہودہ ہے - کیونکہ جمعہ میں جو اجتماع سینکڑوں اور ہزاروں مسلمانوں کا ہر ساتویں روز ہوتا ہے - اس میں بہت سے فوائد ہیں - جو شریعت بابیہ کے اس حکم میں سب کے سب مفقود ہیں -

شریعت بابیہ کا ساتواں حکم

یہ ہے - کہ لڑکے اور لڑکیوں کے معاملہ نکاح میں کسی ولی کی یا کسی وکیل اور گواہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے - ہر لڑکے اور لڑکی کو از خود نکاح کر لینے کا بکلی اختیار ہے - لڑکے اور لڑکیوں کے معاملہ نکاح میں اس مطلق العنان آزادی سے جس کی علی محمد باب نے اجازت دی ہے - جو بدیاں پیدا ہو سکتی ہیں - اور خاندانوں میں دشمنی اور عداوت کا جو بیج بویا جا سکتا ہے - اس کو بہاء اللہ نے بھی محسوس کیا ہے - چنانچہ اس نے اپنی کتاب اقدس میں لکھا ہے "انہ حدد فی البیان برضاء الطرفین انا لما اردنا المحبۃ والوداد واتحاد العباد لذا علقناہ باذن الابوین بعدہما لئلا تقع الضغینۃ والبغضاء" کہ باب نے نکاح کے لئے صرف لڑکے اور لڑکی کا باہم راضی ہو جانا کافی قرار دیا تھا لیکن ہم چونکہ اتحاد مودت اور محبت پیدا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں - اس واسطے لڑکے اور لڑکی کی رضامندی کے بعد ان کے والدین کی رضامندی بھی ہم نے ضروری قرار دی ہے - تاکہ خاندانوں میں دشمنی اور بغض پیدا نہ ہو -

بہاء اللہ کا یہ حکم بتاتا ہے - کہ باب اور بہاء اللہ دونوں کے حکموں کا منبع ایک نہیں ہے - اور دونوں حکم خود ساختہ ہیں - کیونکہ اگر باب کا حکم خدا کی طرف سے سمجھا جائے - تو ماننا پڑیگا - کہ اس وقت خدا خاندانوں میں دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا تھا - اور جب بہاء اللہ نے دعویٰ کیا - تو اس نے یہ چاہا - کہ بندوں میں محبت اور اتحاد پیدا کرنے کے لئے اسکے خلاف حکم دیا جائے - گویا کبھی خدا یہ چاہتا ہے - کہ لوگوں میں دشمنی اور عداوت پیدا کی جائے - اور کبھی یہ چاہتا ہے - کہ ان میں اتحاد اور دوستی پیدا کی جائے - حالانکہ الٰہی کلام سے ثابت ہے - کہ عداوت پیدا کرنا شیطان کا کام ہے - نہ کہ خدا کا - جیسا کہ سورہ مائدہ میں فرماتا ہے "انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء" کہ شیطان یہ چاہتا ہے - کہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض پیدا کرے -

آٹھواں حکم اس دور جدید میں جس کی نسبت بابیوں کی طرف سے بیان کیا جاتا ہے - کہ اسوقت ضروری تھا - کہ شریعت محمدیہ منسوخ کیجاتی اور ایک نئی شریعت قائم کیجاتی ایک حکم باب نے ایسا بھی دیا ہے - جس سے اسکی ہوشیاری ٹپکتی ہے - اور وہ حکم یہ ہے - کہ اگر کوئی شخص سو مثقال سونا کی قیمت کی چیزوں کا مالک ہے - تو وہ ہر سو مثقال سونا کے پیچھے ۱۹ مثقال سونا باب اور اسکے خاص الخاص اٹھارہ مریدوں کو دینے کے لئے (جو حروف حی سے تعبیر ہوتے تھے -) باب کے حوالہ کرے - چنانچہ البیان میں لکھا ہے -

"الباب السادس عشر من الواحد الثامن فیما کتب علی کل نفس من کل ما یملک من مائۃ مثقال ذہب من بہاء کل شئ تسعۃ عشر و واحد للہ ان کانت الشمس طالعۃ فلیفوض الیہ لیقسمن بین حروف الواحد کل واحد مثقال اذا شاء والا الامر بیدہ لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون وان کانت الشمس محتجبۃ ویکون لحروف الواحد ذریۃ یوصلن الیہم" ترجمہ یہ ہے - کہ ہر شخص جو اتنی چیزوں کا مالک ہے - جنکی کل قیمت سو مثقال سونا تک پہنچ جاتی ہے اس پر فرض کیا گیا ہے کہ اسمیں سے ۱۹ مثقال سونا ہر سو مثقال سونا پر علی محمد باب کے حوالہ کرے - جو اپنی مرضی سے اپنے اور اپنے خاص الخاص اٹھارہ مریدوں کے درمیان تقسیم کرنیکا مجاز ہے - اور اگر علی محمد باب اور اسکے وہ خاص اٹھارہ مرید مر چکے ہیں - تو یہ سونا انکی اولاد کو پہنچایا جائے - یہ حکم بے شک ایسا ہے - کہ جس سے باب کی عقلمندی اور ہوشیاری ظاہر ہوتی ہے - ورنہ دوسرے احکام جتنے بھی بیان ہوئے ہیں سب سے اس کا مجنون اور غیر صحیح الدماغ ہونا ثابت ہوتا ہے -

فضل الدین پلیڈر - از قادیان

نوٹس (اشتہارات)

نارتھ ویسٹرن ریلوے کی ڈویژنل تنظیم

نارتھ ویسٹرن ریلوے کی جدید تنظیم بلحاظ ڈویژن یکم ماہ اکتوبر ۱۹۲۶ء سے جاری ہوگی۔ بجائے موجودہ ضلعوں کے ریلوے لائن سات مندرجہ ذیل قسمتوں میں تقسیم کی جائیگی۔ کلیم (معاوضہ) اور ریفنڈ (روپیہ واپس کرنے) کے موجودہ طریقہ عمل میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاوے گی۔ جملہ خط و کتابت متعلقہ امور بالا صاحب کمرشیل لاہور کے نام ہونی چاہیئے۔

سوائے کلیمز متعلقہ کراچی۔ کوئٹہ و شملہ کے جن کے بارے میں خط و کتابت مندرجہ ذیل افسران کے پتہ پر ہوگی۔

ڈویژنل کمرشیل آفیسر .... کراچی
ڈویژنل ٹرانسپورٹیشن افسر .... کوئٹہ
اسسٹنٹ ٹرانسپورٹیشن افسر .... شملہ

دیگر امور کے بارے میں جملہ خط و کتابت بنام ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ معہ نام دفتر متعلقہ یعنی "اپریشن" "کمرشیل" "رولنگ سٹاک" "وے اینڈ ورکس" ہونی چاہیئے۔

راولپنڈی ڈویژن لائن کا وہ حصہ جو کہ بھکر (بہ استثناء بھکر) جھنگ مگھیانہ اور لالہ موسیٰ کے شمال و مغرب میں واقع ہے۔

لاہور ڈویژن
از لالہ موسیٰ (بہ استثناء لالہ موسیٰ) تا لدھیانہ (بہ استثنا لدھیانہ)
از لاہور تا منٹگمری (بہ استثنا منٹگمری)
سیالکوٹ۔ جموں۔ نارووال برانچ۔
پٹھانکوٹ برانچ۔
از رائے ونڈ تا بھٹنڈہ بہ استثناء فیروزپور چھاؤنی و شہر اور بھٹنڈہ۔

سہارنپور ڈویژن
از لدھیانہ تا دہلی۔
از بھٹنڈہ تا دہلی۔
از بھٹنڈہ تا راجپورہ۔
کیتھل و جیند شہر برانچز۔
کالکا شملہ ریلوے۔

فیروزپور ڈویژن
از فیروزپور چھاؤنی تا مکلوڈ گنج۔
از فیروزپور چھاؤنی تا ہوشیارپور۔ بہ استثناء جالندھر شہر۔
از فیروزپور چھاؤنی تا جالندھر چھاؤنی (بہ استثناء جالندھر چھاؤنی)
از فیروزپور چھاؤنی تا لدھیانہ (بہ استثناء لدھیانہ)
مکیریاں برانچ۔
جیجوں دوآبہ برانچ۔
از بھٹنڈہ (بہ استثنا بھٹنڈہ) تا سمہ سٹہ (بہ استثناء سمہ سٹہ)
از امرتسر تا پاک پٹن بہ استثناء امرتسر و قصور۔
از لدھیانہ تا حصار۔

ملتان ڈویژن
از منٹگمری تا خانپور (بہ استثناء خانپور)
از لودھراں تا بھکر۔
از شورکوٹ روڈ تا جھنگ مگھیانہ (بہ استثناء مگھیانہ)
از خانیوال تا وزیرآباد (بہ استثناء وزیرآباد)
از شورکوٹ روڈ تا شاہدرہ (بہ استثنا شاہدرہ)
از خانیوال تا شیر شاہ۔
از سانگلہ ہل تا چیچہ کی ملیاں۔
از لودھراں تا میلسی۔

کوئٹہ ڈویژن لائن جو کہ جیکب آباد (بہ استثناء جیکب آباد) کے شمال و مغرب میں ہے۔ معہ نوشکی اکسٹنشن ریلوے۔

کراچی ڈویژن از کیماڑی تا خانپور و جیکب آباد معہ بدین۔ جاچڑاں۔ دوداپور اینڈ کشمور برانچ۔

سی والٹن۔ لفٹننٹ کرنل۔ آر۔ ای
ایجنٹ

۲۶-۹-۲۴

دائمی قبض کا مکمل علاج

ایک لمبے عرصہ تک تجربہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ "اکسیر قبض کشا" کے باقاعدہ ایک عرصہ تک استعمال کرنے سے دائمی یا عادتی قبض بفضل خدا ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتی ہے۔ رات کو دس پندرہ قطرے خالص "اکسیر قبض کشا" کے پانی میں ملا کر پی لینے سے صبح اجابت بافراغت ہو جاتی ہے۔ دستاور نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہر خاکفر ہے۔ اس لئے بچوں بوڑھوں نازک مزاجوں اور حاملہ عورتوں تک کے لئے یکساں مفید اور بے ضرر ہے۔

قیمت باوجود ایسی مفید چیز ہونے کے افادہ عام کی خاطر بالکل تھوڑی یعنی ایک روپیہ فی تولہ رکھی گئی ہے۔

محصولڈاک پانچ تولہ تک ۸؍

المشتہر
مینجر کارخانہ "خضاب دلپذیر" سلانوالی ضلع سرگودھا۔

حبیبی تقطیع پر مشہور و معروف احمدی مفسر حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب کا اپنا کیا ہوا ترجمہ اور تفسیری نوٹ

مولانا موصوف کی ترجمہ کردہ صرف یہی حمائل ہے

عالی جناب مکرم محترم مولٰنا مولوی سرور شاہ صاحب عالم قرآن و ماہر تفاسیر و احادیث و کتب سلسلہ احمدیہ و پروفیسر مدرسہ احمدیہ دارالامان نے محض احمدی احباب کی اشد ضرورت کو دیکھتے ہوئے نہایت خلوص کے ساتھ اپنے قیمتی اوقات کو خدا کی راہ میں قربان کرکے ہماری التجا پر نہایت مہربانی فرما کر یہ اہم کام کیا ہے ہم احمدی احباب دوسرے تراجم کے محتاج ہی رہتے تھے۔ چونکہ جماعت احمدیہ کے کسی خاص شخص کی طرف منسوب ہوتا ہوا آج تک کوئی ترجمہ شائع نہیں ہوا۔ لہذا دوستوں کی تڑپ اور اس اشد ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہم نے کوشش کی۔ اور اللہ تعالیٰ کی جناب سے خود بخود سامان میسر آئے۔ اور حضرت مولٰنا جیسے باکمال وجود کو اس کام کے لئے کھڑا کر دیا۔ اور انہوں نے احمدی جماعت پر نہایت درجہ کی شفقت فرما کر پہلے تراجم کے نقائص دور کرتے ہوئے صحیح ترجمہ اور بعض حواشی پر تفسیری نوٹ بھی فرمائے ہیں۔

احمدی احباب کو بشارت ہو،

کہ آپ لوگوں کی ضرورت کو خدا نے عین وقت پہ پورا کیا ہے۔ حبیبی حمائل شریف مترجم کو اعلیٰ پیمانہ پر طبع کرانا شروع کر دیا ہے۔ کاغذ عمدہ اور لکھائی چھپائی نفیس ہوگی۔ صحت کا بھی پورا انتظام کیا گیا ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ اسکی خوبیاں اسکے دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ جلد کے لئے انگلینڈ اور جرمن سے سامان منگانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ باوجود ان ہمہ اوصاف کے قیمت بھی انشاء اللہ تعالیٰ ارزاں ہوگی۔

رعایت جو دوست نومبر تک خریداری کی درخواست بھیج دینگے۔ ان کا نام جلد پر سنہری حروف میں مفت لکھا جائے گا۔ قیمت اور نمونہ کا صفحہ الگ جلد شائع ہوگا۔ احباب انتظار کریں۔

المشتہر
محمد اسمٰعیل محمد عبد اللہ تاجران کتب و جلد سازان قادیان دارالامان،

مختصر ضروری خبریں

دریائے جمنا کی ہولناک طغیانی

دہلی ۳ اکتوبر۔ کہا جاتا ہے کہ دریائے جمنا میں ایسی طغیانی اس سے پہلے کبھی نہیں آئی۔ دہلی کے قرب و جوار بہت بڑا حصہ زیر آب ہے۔ نرالہ جو دریا سے چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ زیر آب ہے۔ دریا کے مشرقی جانب بڑے بڑے گاؤں اور بہت سے چھوٹے گاؤں بالکل غرق ہو گئے ہیں۔ گذشتہ شام ایک نہایت جگر خراش حادثہ رونما ہوا۔ ایک چھت مع تین مردوں اور تین عورتوں کے دریا میں بہہ رہی تھی۔ ان کے بچانے کے لئے دریا میں رسے پھینکے گئے۔ مرد ان رسوں کو پکڑ کر ان کے ساتھ چمٹ گئے۔ لیکن عورتیں دریا میں بہہ گئیں۔

پانی پت ۳ اکتوبر۔ جمنا کے تباہی خیز سیلاب اور نہر مینواک کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے جان و مال کا سخت نقصان ہوا۔ بہت سے دیہات پانی میں بہہ گئے ہیں۔ اور بہت سے زیر آب ہیں۔ ہزاروں مکانات تباہ ہو گئے ہیں۔ کثیر التعداد لوگ درختوں پر بیٹھے ہوئے وقت بسر کر رہے ہیں۔ فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ مویشی ہلاک ہو رہے ہیں۔ پانی پت کا شہر پانی سے بھرا ہوا ہے۔ گرد و نواح کے دیہات پانی میں ڈوب گئے ہیں۔

اضافہ آبیانہ میں مشروط تخفیف

شملہ ۳ اکتوبر۔ حکومت پنجاب نے اس فیصلہ کا اعلان کیا ہے۔ کہ آبیانہ کے بڑھے ہوئے نرخ کو کم کر دیا جائے گا۔ چونکہ اس وقت سے زراعت پیشہ جماعت کی طرف سے حکومت کے پاس کئی عرضداشتیں موصول ہوئیں۔ اس لئے حکومت نے اس جماعت کے نمائندوں سے مشورہ کرنے کے بعد آبیانہ کے نرخ کو پچیس لاکھ روپیہ کی تعداد میں کم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ تاکہ شہری اور دیہاتی آبادی کے درمیان محاصل کی تقسیم منصفانہ طور پر کی جائے۔ اور موٹر گاڑیوں پر محصول عائد کر دیا جائے۔ تو حکومت آبیانہ کو کم کر دے گی۔

انجمن حمایت اسلام کی تعلیمی سرگرمی

انجمن حمایت اسلام لاہور اس اہم تجویز پر غور کر رہی ہے۔ کہ موجودہ اسلامیہ کالج کے علاوہ سائنس اور انجنیری کا کالج بھی کھولا جائے۔

بابے دی بیر میں اکالی جتھہ

انیس ستمبر کو شہیدی جتھا نمبر ۲ سیالکوٹ کے گوردوارہ بابا دی بیر میں پہنچا۔ سری گورو گرنتھ صاحب کی کتھا کے بعد مبلغ ایک سو ایک روپیہ اکالی جتھہ سیالکوٹ کی طرف سے ست گوروجی کی نذر کیا گیا۔

مجلس اتحاد کی آخری قرارداد

دہلی ۲ اکتوبر۔ جب بزم اتحاد کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تو ۵ و ۶ و ۷ و ۸ نمبر کی قراردادیں یکے بعد دیگرے پیش ہو کر اتفاق رائے سے پاس ہوئیں۔ ان قراردادوں میں نفرت پھیلانے والے اخبارات پر لعنت و ملامت کی گئی ہے اور مسجدوں کی توہین کرنے والوں کو مطعون کیا گیا ہے۔ قبیل اقوام کو کامل آزادی دی گئی ہے۔ اور باہمی مقاطعہ کو قابل نفرت قرار دیا گیا ہے۔ بزم اتحاد کی آخری قرارداد یہ ہے۔ یہ کانفرنس تمام قوموں کے مردوں اور عورتوں سے ملتجی ہے۔ کہ مہاتما جی کے برت کے آخری نازک دنوں میں گاندھی جی کی صحت کیلئے روزانہ دعائیں مانگیں۔ اور ہر شہر ہر قصبہ اور قریہ میں ۸ اکتوبر کو جلسہ منعقد کر کے قوم کی طرف سے خدائے تعالیٰ کا شکرانہ بجا لائیں۔ اور دعا کریں۔ کہ باہمی برادرانہ ہمدردی کی روح ساری وطاری ہو جائے۔ اور ہندوستان کی تمام قومیں متحد ہو جائیں۔ اور کامل مذہبی رواداری اور باہمی ہمدردی کے جو ریزولیوشن اس کانفرنس میں پاس ہوئے ہیں۔ ان پر ہندوستان کی تمام قومیں عمل درآمد کرنے لگ جائیں۔

ٹرنک میں لاش

کلکتہ ۳ اکتوبر۔ آج صبح جب پنجاب میل ہوڑہ میں پہنچی۔ تو ایک لوہے کے مقفل ٹرنک میں سے جو ڈیوڑھے درجہ میں تھا۔ ایک ہندوستانی کی لاش نکلی۔ جس پر تیرہ زخم تھے۔ مسافروں کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مغلپورہ سٹیشن سے آگے یہ ٹرنک ٹرین میں رکھا گیا۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

لاہور سٹیشن پر ایک اکالی کی گرفتاری

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ لاہور ریلوے سٹیشن پر ایک اکالی گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے پاس سے شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے چند اعلان برآمد ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ یہ اعلانات لاہور کے چند اخبارات کے لئے لے جا رہا تھا۔

امرتسر میں گورو نانک بنک

امرتسر ۳۰ ستمبر۔ امرتسر میں گورو نانک بنک کے نام سے ایک نیا بنک کھولا گیا ہے۔

ایک کروڑپتی یہودی کی وصیت

لنڈن ۴ اکتوبر۔ ایک یہودی اخبار رقمطراز ہے۔ کہ نیٹال کے ایک کروڑپتی یہودی نے وصیت لکھوائی ہے کہ ۵۰ سال کی میعاد ختم ہو جانیکے بعد میری جائداد میں سے رشتہ داروں کو حصہ دیکر دس لاکھ پونڈ کی جائیداد یہودی تحریک کے لئے یہودی انجمن نو آبادیات کے حوالے کر دی جائے گی۔

بقیہ صفحہ ۲ کالم ۳

بقیہ صفحہ ۲ کالم ۳

انہوں نے کہا۔ کہ جنگ عظیم نے برادرانہ تعاون کو اچھی طرح ثابت کر دیا ہے۔ کہ اس کے بغیر بڑی بڑی طاقتیں بھی کس طرح بے بس اور بے کس ہو جاتی ہیں۔ اور برطانیہ نے اس کا عملی ثبوت دیا ہے۔ حقیقی لیگ آف نیشنز برطانوی ایمپائر ہے اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ برطانیہ اس نکتہ کو جسپر عمل تو پہلے سے کرتی تھی۔ مگر اس کی عظمت کو اس نے اب محسوس کیا ہے۔ نہیں بھولیگی۔ ہندوستان جس کا میں ایک فرد ہوں۔ بلوغت کی سرحد پر کھڑا ہے۔ اب اس کی امنگوں کو دوسرے نقطہ نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔ برطانیہ ایک عظیم الشان تجربہ ہے۔ جس کی کامیابی پر دنیا کی آیندہ ترقی کا بہت کچھ انحصار ہے۔ انہوں نے اس یقین کا اظہار کیا۔ کہ برٹش نے جیسے ہندوستان کے مُردوں کی عظمت کی ہے۔ اسکے زندوں سے تعلقات بڑھانے میں سب سے آگے رہے گا۔ کیونکہ مردے انہیں کاموں سے عزت پاتے ہیں۔ جو انہوں نے زندگی میں کئے تھے۔ حضرت نے اپنی جماعت کے اس حصہ کی نسبت جو برطانوی ایمپائر کے جھنڈے تلے رہتا ہے۔ وفاداری کا یقین دلایا۔ کیونکہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کے لئے یہ اصل قرار دیا ہے۔ کہ جس حکومت کے ماتحت وہ رہیں۔ اسکے ساتھ تعاون کریں۔ اور اپنے ملک کے خادم بنیں۔ اور ساری دنیا سے محبت اور ہمدردی کریں۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ سلطنت برطانیہ کو انصاف اور امن اور آزادی کے قیام کی توفیق دے اور خدا تعالیٰ ان صفات کے ساتھ اس کے دنوں کو لمبا کرے۔ ان آخری الفاظ پر ان کے ہمراہیوں نے بلند آواز میں آمین کہی۔ مسٹر رابرٹ نے مناسب الفاظ میں جواب دیا۔

جمعہ چونکہ مسلمانوں کی خاص عبادت کا دن ہے۔ اس لئے ظہر کی نماز میں خطبہ ہوتا ہے۔ بارہ دری کے مشرقی میدان میں جنوب مشرق کے رخ دری بچھائی گئی۔ پھر جوتے اتار دئے گئے۔ اور وفد خطبہ سننے کے لئے بیٹھ گیا۔ جو پہلے ہوا۔ اور بعد میں نماز ادا کی گئی۔ اس رسم کو پورے طور پر ادا کیا گیا۔ یہانتک کہ پورا سجدہ بھی کیا گیا۔ پھر کھانا ماریٹ ہوٹل میں تناول فرمایا۔ اور صرف مچھلی پر اکتفا کیا۔ کیونکہ جانور یہاں صحیح طور پر ذبح نہیں کئے جاتے۔

محمد الخالد شلڈریک جو اکیس سال سے مسلمان ہیں اور انگلستان کے نومسلموں کے شیخ ہیں۔ گو وہ اس خطاب کو استعمال نہیں کرتے۔ وہ بھی پارٹی کے ساتھ تھے۔ اور نماز میں بھی شریک ہوئے۔ ہم انکے نیز مولوی ذوالفقار علی خاں و چوہدری فتح محمد خاں سیال ناظر امور عامہ و ناظر تبلیغ کے بہت شکرگذار ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں اس سفر یورپ اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق معلومات بہم پہنچائیں رکھنے۔ دنیا مشرق کی ایک قدیم رسم ہے بالخصوص ملاقاتوں اور زیارتوں میں۔ اسی لئے حضرت نے مسٹر رابرٹ دسابق ایس پیم رائل سکس رجمنٹ) محافظ چھتری اور برٹش کے منتظم اعلےٰ کو برٹش کے غربا بچوں میں تقسیم کرنے کے لئے عطیہ دیا۔ جو اس انطہار

(باہتمام محمد عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا!)